عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۲۷ | ۳۰/ ذوالحجہ تا ۱۳/ محرم ۱۴۲۹ھ مطابق ۸ تا ۲۲/ جنوری ۲۰۰۸ء | شمارہ ۲/۳

مرادِ رسول سیّدنا عمر فاروقؓ

مُحرّم الحرام ایک تعارف

حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما

اچھے اور بُرے حاکموں کی علامت

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatme-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

ٹی وی پر آنے والے

شاہد انصاری، نواب شاہ

س:...... میں نے اکثر جگہ پڑھا ہے کہ تصویر بنانا یا بنوانا دونوں منع ہے تو یہ جو مولانا حضرات ٹی وی پر آتے ہیں ان کا کیا بنے گا؟

ج:...... حدیث میں تو ایسا ہی ہے، بہرحال جو لوگ ٹی وی پر آتے ہیں، ممکن ہے ان کے ہاں اس کے جواز کی کوئی صورت ہوگی۔

س:...... عام طور پر یہ تصور پایا جارہا ہے کہ طوائف سے شادی کرنا اور گھر کی عزت بنانا اہم ہے اور ایک شریف لڑکی کو عزت دینا اور شادی کرنا اہم نہیں ہے۔ ذرا تفصیل سے وضاحت کریں؟

ج:...... اسلام میں اگرچہ یہ جائز ہے کہ فاحشہ اور طوائف توبہ کرلے تو اس سے نکاح کرکے اس کو اس گندگی سے نکالنا اچھا کام ہے مگر زیادہ بہتر یہ ہے کہ شریف اور باحیاء خواتین سے نکاح کیا جائے کیونکہ حدیث میں ہے کہ اپنے بچوں کی ماں بنانے کے لئے شریف زادیوں کا انتخاب کرو۔

س:...... دف جائز ہے یا نہیں؟ اس پر نعت پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ دلیل کے ساتھ وضاحت کریں۔

ج:...... دف بجانا جائز ہے اور اس پر نعت پڑھنا بھی جائز ہے۔

مولانا سعید احمد جلال پوری

نماز باجماعت

شہناز شاہد و عروج فاطمہ، کراچی

س:...... کیا پانچ وقت کی نماز باجماعت ادا کرنے والے تمام مرد و خواتین جنت میں داخل ہوجائیں گے؟ قضا نماز کس صورت میں اور کس وقت تک ادا کی جاسکتی ہے؟

ج:...... جی ہاں انشاء اللہ! بشرطیکہ کوئی دوسری بداعتقادی یا بدعملی رکاوٹ نہ بن جائے۔ نماز کی قضا کا کوئی خاص وقت نہیں، جب موقع ملے قضا کرلی جائے، ہاں البتہ عین طلوع آفتاب، غروب آفتاب اور عین زوال کے وقت نماز پڑھنا ممنوع ہے تو قضا بھی ممنوع ہے۔

س:...... کیا مسلمان مرد و خواتین اپنی سالگرہ، شادی کی سالگرہ یا بچے بھی اپنی سالگرہ کا اہتمام کرسکتے ہیں یا نہیں؟ شرعی طور پر اس سلسلے میں کیا حکم ہے؟

ج:...... سالگرہ خالص عیسائی رسم ہے، اس لئے کسی مسلمان کو اپنی سالگرہ مناکر عیسائیوں سے مشابہت نہیں کرنا چاہئے۔

س:...... ٹیلی فون پر نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں؟

ج:...... نہیں۔

س:...... لے پالک بیٹا یا بیٹی جوان ہونے کے بعد ماں اور باپ جس نے ان کو پالا ہے محرم ہوگئے یا نامحرم؟ شرعی طور پر اس سلسلے میں کیا حکم ہے؟

ج:...... اگر وہ نامحرم تھے تو نامحرم ہوجائیں گے، ہاں اگر وہ ان کے محرم تھے یا ان کو دودھ پلاکر محرم بنالیا گیا تھا تو وہ بالغ ہونے کے بعد نامحرم نہیں ہوں گے، کیونکہ رضاعت اور دودھ پلانے سے اب ان کے حقیقی محرموں کے احکام ہوں گے۔

س:...... شرعی طور پر ماں اپنی اولاد کو کب تک اپنا دودھ پلاسکتی ہے؟

ج:...... دوسال تک۔

س:...... وہ مائیں جو اپنی اولاد کو اپنا دودھ نہیں پلاتی ہیں جوان ہونے کے بعد وہ اولاد اپنی ماں کی وفادار نہیں ہوتی؟

ج:...... ضروری نہیں کہ ایسا ہو؟ کیونکہ بعض اوقات مجبوری کی وجہ سے مائیں دودھ پلانے سے قاصر ہوتی ہیں، تو ان کا اس میں کوئی قصور نہیں۔

ہفت روزہ
ختمِ نبوۃ
مجلس

مجلسِ ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر — مولانا سعید احمد جلالپوری
علامہ احمد میاں حمادی — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
صاحبزادہ سید محمد سلیمان بنوری — مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی
مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۲۷ شمارہ:۲/۳ ۳۰/ذوالحجہ تا ۱۳/محرم ۱۴۲۹ھ مطابق ۸ تا ۲۲/جنوری ۲۰۰۸ء

اس شمارے میں

اچھے اور برے حاکموں کی علامت	۳	اداریہ
مرادِ رسولؐ امیر المومنین سیدنا عمر فاروقؓ	۷	الحاج محمد جمیل مظہر
محرم الحرام......ایک تعارف	۱۰	محمد احمد
حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما	۱۱	مولانا منظور احمد نعمانیؒ
سری لنکا میں تحفظ ختم نبوت پر تربیتی کیمپ	۱۳	مولانا شاہ عالم گورکھپوری
پی پی کے حمایت امیدوار کا ماضی و حال	۱۶	مولانا عبدالعزیز لاشاری
قادیانیوں کے اعتراضات کا جواب	۱۷	مولانا اللہ وسایا
جاپانی نومسلم خاتون سے ملاقات	۲۰	ترجمہ: مسعود حسن ندوی
بزم اطفال	۲۵	قاضی احسان احمد
خبروں پر ایک نظر	۲۶	ادارہ

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

سرپرست

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم
حضرت مولانا سید نفیس الحسینی صاحب دامت برکاتہم

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا اللہ وسایا

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

کمپوزنگ

محمد فیصل عرفان

زرِ تعاون بیرون ملک

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۰ ڈالر

زرِ تعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۷ روپے، ششماہی: ۱۷۵ روپے، سالانہ: ۳۵۰ روپے
چیک-ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat(Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:2780337, 4234476 Fax:2780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۴۵۱۴۱۲۲-۴۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road Multan
Ph:4583486-4514122 Fax:4542277

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

ادارہ

اچھے اور بُرے حاکموں کی علامت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!

’’عن عوف ابن مالک الاشجعی رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال خیار ائمتکم الذین تحبونهم ویحبونکم وتصلون علیهم ویصلون علیهم، وشرار ائمتکم الذین تبغضونهم ویبغضونکم وتلعنونهم ویلعنونکم قال قلنا یا رسول اللہ! افلا ننابذهم عند ذلک؟ قال لا ما اقاموا فیکم الصلوٰة...... الا من ولی علیه وال فراه یاتی شیئاً من معصیة اللہ فلیکره ما یاتی من معصیة اللہ ولا ینزعن یداً من طاعة. رواه مسلم.‘‘(مشکوٰۃ ص:۳۱۹)

ترجمہ:......’’حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:تمہارے اچھے حاکم وہ ہیں جن سے تم محبت کرو اور وہ تم سے محبت کریں، تم ان کے لئے دعائیں کرو اور وہ تمہارے لئے دعائیں کریں،اور تمہارے بُرے حاکم وہ ہیں جن سے تم بغض رکھو اور وہ تم سے بغض رکھیں تم ان پر لعنت بھیجو،اور وہ تم پر لعنت بھیجیں۔ہم نے عرض کیا:یارسول اللہ! کیا ہم اس وقت ان کا عہد ان کی طرف نہ پھینک دیں؟(یعنی کیا ان کی اطاعت سے دستکش نہ ہوجائیں؟) فرمایا:نہیں! جب تک وہ تم میں نماز قائم کرتے رہیں۔سن رکھو! جس شخص پر کوئی حاکم مقرر ہو پھر وہ اس سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی کوئی بات دیکھے تو اس نافرمانی کو بُرا سمجھے مگر اس کی اطاعت سے ہاتھ نہ کھینچے۔‘‘

اس حدیث پاک میں تین مضمون ارشاد فرمائے گئے ہیں، جو امت کے لئے بے حد ضروری ہیں:

اول:......اچھے اور بُرے حاکموں کی علامت! ظاہر ہے کہ ہر شخص یہ معلوم کرنا چاہے گا کہ اچھے حاکم کی علامت اور اس کی اچھائی کا پیمانہ کیا ہے؟اور بُرے حاکم کی علامت کیا ہے؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کا اچھا حاکم وہ ہے کہ اس کے اور رعایا کے درمیان اعتماد، یکجہتی اور الفت ومحبت کا رشتہ ہو، رعایا اس سے محبت رکھے اور وہ رعایا سے، رعایا اس کے لئے دعائیں کرتی ہو اور وہ رعایا کے لئے دعائیں کرتا ہو، اس کے برعکس بُرا حاکم وہ ہے جو رعایا کو بھیڑ بکری سمجھتا ہو اور رعایا اس سے نفرت کرتی ہو، وہ رعایا پر بددعائیں کرتا ہو اور رعایا اس پر لعنت بھیجتی ہو۔

یہاں اس قدر وضاحت ضروری ہے کہ رعایا کے مختلف طبقوں کے ذوق بھی مختلف ہیں اور ان کی پسند وناپسند کا پیمانہ بھی جدا ہے، اس لئے یہ تو ممکن نہیں کہ رعایا کے سارے طبقے ایک شخص سے خوش ہوں ایک راضی ہوگا تو دوسرا ناراض، ایک طبقہ حاکم کے لئے دعائیں کرے گا تو دوسرا اسے کوسنے دے گا، اب سوال یہ ہے کہ اس حدیث میں اچھے اور بُرے حاکم کی پہچان کا جو پیمانہ مقرر فرمایا ہے اس سے کن لوگوں کی محبت وبغض اور دعا وبددعا کا اعتبار ہوگا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ عام لوگ جو نیک اور بے غرض وبے لوث ہوں ان کی محبت وبغض اور ان کی دعا وبددعا کا اعتبار ہے، جن لوگوں کی ذاتی غرض حاکم سے وابستہ ہو، ان کی تعریف وتحسین کا بھی اعتبار نہیں اور جن لوگوں کو ذاتی وجوہ کی بنا پر حاکم سے نفرت ہو، ان کی بدگوئی اور بیزاری بھی قابل اعتبار نہیں۔

حاصل یہ ہے کہ ملک کے بے لوث، نیک اور شریف شہری جس حاکم کے عدل و انصاف، اس کی شرافت و دیانت اور اس کی نیکی و خداترسی کے معترف ہوں اور اس کے لئے بے ساختہ ان کے منہ سے دعائیں نکلتی ہوں، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں اچھا حاکم ہے اور اسے حاکم رہنا چاہئے، لیکن جس حاکم کی غلط روی اور ظلم و بے انصافی سے عام شریف شہری تنگ ہوں، اس سے نفرت و بیزاری کا اظہار کرتے ہوں اور ان کے منہ سے اس کے حق میں بے ساختہ بددعائیں نکلتی ہوں، وہ حاکم بُرا حاکم ہے اور اس کی حکومت خدا کا عذاب ہے۔

دوسرا مضمون اس حدیث میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ جو حاکم برا اور ناپسندیدہ ہو، جب تک وہ نماز روزے کا پابند ہے، اس کے خلاف بغاوت جائز نہیں، بلکہ باوجود اس کے ناپسندیدہ ہونے کے اس کی اطاعت واجب ہے، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو حاکم نماز روزے کا بھی پابند نہ ہو وہ اس لائق بھی نہیں کہ اسے مسلمانوں کی گردنوں پر مسلط کیا جائے اور اگر ایسا شخص زبردستی مسلط ہوجائے تو اس کی اطاعت جائز نہیں، گویا کسی حاکم کی اطاعت کے لئے سب سے پہلی شرط ''اقامت صلوٰۃ'' ہے، اور ارشاد نبوی: ''تم میں نماز قائم کریں'' اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ حاکم کے لئے گھر پر نماز پڑھ لینا کافی نہیں، بلکہ جماعت کے ساتھ نماز کی پابندی ضروری ہے، ہاں کوئی خاص عذر مسجد میں حاضری سے مانع ہو تو دوسری بات ہے۔

حدیث کا تیسرا مضمون یہ ہے کہ اگر مسلمانوں کا حاکم کسی گناہ اور معصیت کا مرتکب ہو تو اس گناہ کو بُرا سمجھو مگر اس گناہگار حاکم کی اطاعت سے ہاتھ نہ کھینچو۔

اس معاملہ میں آج کل بہت ہی افراط و تفریط ہے، بعض حضرات تو حاکموں کے گناہ کو بھی ثواب سمجھتے ہیں اور ہر وہ گناہ جو ارباب اقتدار کی کمزوری ہو اس کی تقلید کرتے ہیں اور اس کے جواز کے دلائل ڈھونڈتے ہیں، اس کے برعکس بعض لوگ اس کو بہانہ بناکر حاکموں کے خلاف آمادہ بغاوت ہوجاتے ہیں، صحیح راستہ وہ ہے جو اس حدیث میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ حاکم جس گناہ میں مبتلا ہو، اس کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا جائے اور ان کو نصیحت کرنے کی طاقت ہو تو نصیحت بھی کی جائے لیکن حاکم کے گناہ کو ملک میں بدامنی پھیلانے کا ذریعہ نہ بنایا جائے، نہ حاکم کی اطاعت سے ہاتھ کھینچا جائے، البتہ پُرامن ذرائع سے نیک لوگوں کو حاکم بنانے کی ضرور کوشش کی جائے۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''ثلثة اخاف علی امتی الاستسقاء بالانواء وحیف السلطان و تکذیب بالقدر۔''

(مشکوٰۃ ص:۳۲۲)

ترجمہ: ''مجھے اپنی امت کے بارے میں تین باتوں کا اندیشہ ہے: (۱) ستاروں کے ذریعہ بارش طلب کرنا، (۲) اہل حکومت کا ظلم، (۳) تقدیر کو جھٹلانا۔''

ایک اور حدیث میں ہے کہ:

''انک اذا اتبعت عوراۃ الناس افسدتھم۔'' (مشکوٰۃ ص:۳۲۲)

ترجمہ: ''حاکم جب لوگوں کے عیوب تلاش کرنا شروع کردے تو ان کو بگاڑ کر رکھ دے گا۔''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکومت کی اصل حقیقت تین لفظوں میں بیان فرمادی: ''(۱) ملامت، (۲) ندامت، (۳) رسوائی'' کہ آدمی جب تک برسر اقتدار رہے ملامت کا نشانہ بنا رہتا ہے، بالآخر ایک وقت آتا ہے کہ اسے خود ندامت ہوتی ہے کہ میں نے مسند اقتدار پر قدم کیوں رکھا تھا؟ اور قیامت کے دن جب اس کے اقتدار کا محاسبہ سب سے بڑی ہستی کی بارگاہ عالی میں پیش ہوگا تو اسے سو ذلتوں اور رسوائیوں کا سامنا ہوگا، تب پتا چلے گا کہ جس اقتدار کے نشہ میں بدمست ہوکر ظلم ڈھاتا اور بدعنوانیاں کرتا تھا، جس اقتدار کی وجہ سے پاؤں زمین پر نہیں ٹکتے تھے اور جس کی خوشی میں پھولا نہیں سماتا تھا، انسانوں کو انسان نہیں بھیڑ بکریاں سمجھتا تھا، یہ اقتدار عزت کا ذریعہ نہیں بلکہ ذلت کا سامان تھا، بڑائی کا زینہ نہیں بلکہ رسوائی و پستی کا گڑھا تھا، اے کاش! اس انجام کے پیش آنے سے پہلے آنکھیں کھل جاتیں۔

ضروری اعلان

ملک بھر میں عموماً اور کراچی میں خصوصاً امن و امان کی مخدوش صورت حال کے پیش نظر شمارہ نمبر۲ اور۳ کو یکجا کیا جارہا ہے۔ ایجنسی ہولڈرز اور قارئین نوٹ فرمالیں۔ (ادارہ)

درسِ حدیث

کھانے کے آداب واحکام

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کس چیز پر رکھ کر کھانا تناول فرماتے تھے؟

''حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی میز پر کھانا تناول نہیں فرمایا، نہ کبھی طشتریوں میں اور نہ کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے میدے کی چپاتی پکائی گئی۔ یونسؒ کہتے ہیں: میں نے قتادہؒ سے عرض کیا کہ: پھر وہ حضرات (یعنی صحابہ کرامؓ) کس چیز پر رکھ کر کھانا کھایا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: ان دسترخوانوں پر۔'' (ترمذی ج:۲ ص:۱)

تشریح:

خوان، میز یا چوکی کو کہتے ہیں، ایسی چیز جو فرش سے اونچی ہو، اس پر رکھ کر کھانا کھانا متکبروں کا ایجاد کیا ہوا طریقہ ہے تاکہ انہیں کھانے کے لئے جھکنا نہ پڑے۔

''کوکب دری'' میں حضرت گنگوہی نوراللہ مرقدہ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ: ''خوان پر کھانا فی نفسہ مباح ہے، مگر کرسی میز پر کھانا اس زمانے میں نصاریٰ کا طریقہ ہے اور دوسرے لوگ محض ان کی تقلید میں میز پر کھاتے ہیں، اس لئے یہ نصاریٰ کی مشابہت کی وجہ سے مکروہ تحریمی ہے۔''

اس ناکارہ نے اپنے اکابر کا معمول دیکھا کہ اگر سفر میں کبھی میز پر کھانا کھانے کی نوبت آئی تو پاؤں کرسی پر رکھ لیتے، تاکہ حتی الامکان نصاریٰ کی مشابہت سے بچا جائے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوٹی چھوٹی طشتریوں میں کبھی کھانا تناول نہیں فرمایا، کیونکہ چھوٹی چھوٹی طشتریوں کا استعمال اہل ترفہ کے یہاں ہوتا ہے اور ان میں سے بعض طشتریوں میں ایسی چیزیں (اچار و چٹنیاں) رکھی جاتی ہیں جو ہضم میں معین ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے یہاں امیروں کے یہ چونچلے نہیں تھے، نیز ان کے یہاں کھانے کی ایسی افراط بھی نہیں تھی کہ انہیں کھانا ہضم کرنے کے لئے بیرونی ذرائع سے کام لینے کی ضرورت پیش آئے، ان کے یہاں جو کھانا ہوتا وہ کھلے برتنوں میں کھایا جاتا، جن میں کئی کئی آدمی بیک وقت کھا سکیں۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چھلنیوں کا رواج نہیں تھا اور نہ میدے کی چپاتی تیار کی جاتی تھی، ان کے یہاں اکثر و بیشتر جو کی روٹی ہوتی تھی اور وہ بھی بے چھنے آٹے کی، بے چھنے آٹے کی روٹی زود ہضم ہوتی ہے، اور میدے کی روٹی نہایت ثقیل، مگر محض لذت کام و دہن کی خاطر لوگ میدے کی چپاتیاں تیار کرتے ہیں، میدے کی چپاتی کھانا جائز ہے اور چھلنی سے آٹا چھاننا بھی جائز ہے، بشرطیکہ ترفہ اور تنعم کے اظہار کے لئے نہ ہو۔

☆☆..........☆☆

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کھانا کھلانا

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک گھر میں بیٹھا ہوا تھا، حضور ﷺ میرے پاس سے گزرے اور آپ ﷺ نے میری طرف اشارہ فرمایا: میں آپ ﷺ کے ساتھ کھڑا ہوگیا، آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا، ہم چلے یہاں تک کہ آپ ﷺ بعض ازواج مطہرات کے حجرہ کی طرف تشریف لائے، آپ ﷺ مکان کے اندر تشریف لے گئے، اس کے بعد آپ ﷺ نے مجھے اندر آنے کی اجازت دی، میں اندر پردہ میں داخل ہوا، حضور ﷺ نے فرمایا: کیا کچھ کھانے کو ہے؟ گھر والوں نے کہا: ہاں، اور تین ٹکیاں لائی گئیں جو کھجور کے دسترخوان پر رکھ دی گئیں، حضور ﷺ نے ایک ٹکیہ اٹھا کر اپنے سامنے رکھی اور ایک ٹکیہ میرے سامنے رکھی اور تیسری ٹکیہ کے اٹھا کر دو ٹکڑے کئے، نصف اپنے سامنے رکھا اور نصف میرے سامنے رکھا، پھر فرمایا: کوئی سالن ہے؟ عرض کیا گیا تھوڑے سے سرکہ کے سوا اور کچھ نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: اسی کو لے آؤ، یہ بہترین سالن ہے۔

حضرت عبداللہ بن سلامؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمانؓ کو دیکھا کہ اونٹنی کو کھینچے ہوئے لے جارہے تھے، جس پر آٹا اور گھی اور شہد لدا ہوا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: اونٹنی بٹھاؤ، حضرت عثمانؓ نے اونٹنی بٹھادی، آپ ﷺ نے پتھر کی ہانڈی طلب فرمائی اور اس میں گھی اور شہد اور آٹا ڈالا، اس کے بعد آپ ﷺ نے حکم دیا اس کے نیچے آگ سلگائی گئی، یہاں تک کہ پک گیا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کھاؤ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس سے کھایا اور فرمایا کہ یہ وہ چیز ہے جس کو اہل فارس خبیص کہتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن بسرؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک اتنا بڑا پیالہ تھا جس کو چار آدمی اٹھاتے تھے، جس کو غراء کہا جاتا تھا، جب قربانی کا دن ہوتا اور نماز سے لوگ فارغ ہوجاتے تو وہ بڑا پیالہ لایا جاتا اور اس میں ثرید تیار رہتا لوگ اس کے گرد اگرد جمع ہوتے جب مجمع کثیر ہوتا، حضور ﷺ گھٹنے کے بل بیٹھ جاتے، ایک اعرابی نے یہ دیکھ کر کہا: یہ کون سی بیٹھک ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ پاک نے مجھ کو کرم کرنے والا بندہ بنایا ہے اور مجھ کو جبار اور سرکشی کرنے والا نہیں بنایا، اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: کنارے کنارے سے کھاؤ اور اس کی بیچ کا اونچا حصہ چھوڑے رکھو اس میں برکت دی جائے گی۔

☆☆..........☆☆

مرادِ رسولؐ

الحاج محمد جمیل مظہر

عرب میں آفتاب رسالت طلوع ہوا تو عدی بن کعب کی شاخ سے سب سے پہلے سعیدؓ بن زید بن عمرو اسلام لائے۔ سعیدؓ کا نکاح خطاب بن نفیل کی بیٹی حضرت فاطمہؓ سے ہوا۔ خاندان عدی سے ایک اور شخص نعیمؓ بن عبداللہ بھی اسلام لے آئے مگر ابوجہل، ابولہب، امیہ بن خلف کی طرح عمر بن خطاب ابھی تک اسلام کے دشمنوں میں سے ایک تھے۔ مشہور روایت کے مطابق حضرت عمرؓ بن خطاب ہجرت نبویؐ سے ۴۰ سال قبل پیدا ہوئے۔ ان کی ولادت کے وقت لوگوں میں شور وغل اٹھا کہ خطاب بن نفیل کے گھر فرزند پیدا ہوا ہے۔ عمرؓ کی پیدائش پر انتہائی غیر معمولی خوشی منائی گئی، کسی کو بھی یہ خیال تک نہ تھا کہ آگے چل کر یہی بچہ فاروق اعظمؓ بنے گا۔ حضرت عمر عدی بن کعب کی اولاد سے تھے اور اس اولاد میں عمرؓ نے بڑا بلند مقام حاصل کیا۔ آپ کے والد خطاب بن نفیل قریش کے ممتاز اشخاص میں شمار ہوتے تھے۔ عمر بچپن سے ہی ذہین اور بڑے باہمت تھے، آپ کے والد نے آپ کو (جب آپ کچھ بڑے ہو چکے تھے) اونٹ چرانے پر معمور کیا۔ (اونٹ چرانا) اس زمانے میں قومی شعار ہی سمجھا جاتا تھا۔

شباب کا آغاز ہوا تو حضرت عمرؓ ان مصروفیات میں شامل ہو گئے جو کہ عربوں کا طرۂ امتیاز تھا، یعنی سپہ گری، پہلوانی، سیر وسیاحت، شکار، تیراندازی وغیرہ نسب دانی کا فن عمرؓ کے خاندان میں موروثی چلا آتا تھا، آپ نے پہلوانی اور کشتی کے فن میں کمال حاصل کیا، شہسواری میں آپ کا کمال مسلم تھا، چنانچہ آپ اکثر گھوڑے پر اُچھل کر ہی سوار ہوا کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے قد بھی کافی دراز دیا تھا، اسلام لانے سے قبل قریش نے آپ کو قوت تقریر اور معاملہ فہمی میں پوری مہارت رکھنے کی وجہ سے سفارت کا بڑا عہدہ دیا تھا، آپ اسلام دشمن سرگرمیوں میں بڑے جوش و خروش سے حصہ لیا کرتے تھے۔

حضرت حمزہؓ اسلام لائے تو مشرکین مکہ انتہائی سخت برہم ہوئے اور حضرت عمرؓ (جو کہ اس وقت تک اسلام نہ لائے تھے) بھی حمزہؓ سے سخت ناراض تھے۔ ابوجہل کی حالت تو یہ ہو گئی تھی کہ طیش میں آ کر اعلان کر دیا کہ جو شخص محمدؐ کو ختم کر دے گا اور اس کا سر میرے پاس لائے گا، اس کو ایک سو سرخ اونٹ یا ایک ہزار اوقیہ چاندی انعام میں دوں گا، عمر بن خطاب بھی اس اعلان کے وقت موجود تھے، ابوجہل نے ان کو سخت اشتعال دلایا اور کہا عمر اگر تم میرے بھانجے ہو تو یہ کام تم ہی کرو، عمر طیش میں آ گئے تلوار کھینچ کر کھڑے ہو گئے اور بڑے جوش سے کہا کہ یہ کام میں ہی کروں گا۔

یہ کہہ کر شمشیر بدست دار ارقم (حضرت ارقمؓ کا گھر جہاں آپ ﷺ تبلیغ فرمایا کرتے تھے) روانہ ہوئے مگر اتفاق سے راستہ میں ان کے قبیلہ کے ایک شخص حضرت نعیمؓ بن عبداللہ (جو کہ اسلام لا چکے تھے) مل گئے، عمر کو تلوار اور بڑے غصے میں دیکھا تو پوچھا: عمرؓ خیریت تو ہے؟ عمرؓ نے جواب دیا: بس آج اس شخص کا ہمیشہ کے لئے کام ہی تمام کرنے چلا ہوں، جس نے قریش میں نفرت پھیلا رکھی ہے اور نیا دین لا کر ہمارے معبودوں کو بُرا بھلا کہتا ہے، نعیمؓ بولے: عمرؓ اگر تم نے محمدؐ کو قتل کر دیا تو یاد رکھو بنو عبد مناف تم کو بھی زندہ نہ چھوڑیں گے، عمرؓ نے جواب دیا کہ مجھے کسی کا کوئی خوف نہیں، شاید تم بھی بے دین ہو گئے ہو اس لئے میں کیوں نہ پہلے تمہارا ہی سر قلم کر دوں؟

نعیمؓ نے جواب دیا مجھ کو بعد میں قتل کرنا پہلے اپنے گھر والوں کی خبر تو لو، عمرؓ نے دریافت کیا کہ میرے گھر کیا ہوا ہے؟ نعیمؓ نے جواب دیا: تمہاری بہن فاطمہؓ اور بہنوئی سعیدؓ دونوں مسلمان ہو گئے ہیں، عمرؓ یہ بات سنتے ہی آگ بگولہ ہو گئے انہی قدموں سے واپس اپنے بہنوئی کے گھر چلے دروازے پر پہنچے تو اس وقت حضرت خبابؓ بن الارت بھی سعیدؓ بن زید کے ہاں بیٹھے تھے، دروازہ اندر سے بند تھا، عمرؓ کی بہن فاطمہؓ اور بہنوئی سعیدؓ دونوں حضرت خبابؓ سے قرآن کریم کی تعلیم حاصل کر رہے تھے، عمرؓ نے تلاوت سنی تو غصہ اور بھی بھڑک گیا، دستک دی، آپ کی آواز سنتے ہی اندر بیٹھے تینوں پرستاران حق (فاطمہؓ، سعیدؓ، خبابؓ) سمجھ گئے کہ یہ آواز عمرؓ کی ہے، خبابؓ تو فوراً گھر کے پچھلے حصے میں جا کر چھپ گئے اور فاطمہؓ نے قرآن پاک کے اجزاء جلدی سے چھپا کر دروازہ کھول دیا۔

عمرؓ نے اندر داخل ہوتے ہی پوچھا یہ آوازیں کیسی آ رہی تھیں جو کہ میں نے ابھی سنی ہیں۔ حضرت فاطمہؓ اور سعیدؓ دونوں نے جواب دیا کہ "تم نے کچھ نہیں سنا۔"

عمرؓ بڑے غضبناک ہوئے اور بولے کہ نہیں جو کچھ تم پڑھ رہے تھے، میں نے سن لیا ہے، خدا کی قسم مجھے معلوم ہو چکا ہے کہ تم دونوں بے دین ہو چکے ہو، میں ابھی تم کو اس حرکت کی سزا دیتا ہوں یہ کہہ کر عمر اپنے بہنوئی سعیدؓ سے لپٹ گئے اور ان کے بال پکڑ کر زمین پر پٹخ دیا اور پھر بے تحاشا مارنا شروع کر دیا۔ فاطمہؓ نے اپنے شوہر سعیدؓ کی یہ حالت دیکھی تو

سیدنا حضرت عمر فاروقؓ

پروفیسر وسیم فاضلی

خود محمدؐ نے خدا سے یہ دعا بھی مانگی
اپنی قدرت سے عمرؓ کو تو مسلماں کر دے
دور کر دے تو اسے کفر کی تاریکی سے
نور ایمان کا تو اس کے بھی دل میں بھر دے

یہ دعا وہ تھی جو اللہ کے محبوب کی تھی
یہ دعا بارگہِ قدس میں منظور ہوئی
کلمہ پھر پڑھ کر عمرؓ ایسے مسلمان بنے
ان کی ہر بات پھر اسلام کا منشور ہوئی

فاروق وجہ روشنی فکر ہیں وسیم
ضوبار ہے یہ شمع دیار یقین میں
شیطان تک تھا خوفزدہ ان کے رعب سے
ایمان کا وہ نور تھا ان کی جبین میں

ہے عظمتِ عمرؓ کے لئے یہ بھی اک دلیل
فرمایا جو رسولؐ نے ٹھہرا وہ معتبر
گر ہوتا میرے بعد جہاں میں کوئی نبی
حق دار اس کا ہوتا زمانے میں بس عمرؓ

بے تاب ہو کر سعیدؓ اپنے بھائی عمر سے چھڑانے کے لئے آگے بڑھیں مگر عمر اس قدر غصے میں تھے کہ ایک لکڑی فاطمہؓ کے چہرے پر بھی دے ماری، جس سے وہ لہولہان ہوگئیں لیکن استقلال کا یہ عالم تھا کہ اسی حالت میں بولیں: ''عمر! ہم اسلام قبول کر چکے ہیں، اب تو جو کچھ بھی کرنا چاہے کر لے، ہم اسلام نہ چھوڑیں گے۔''

خون میں نہائی ہوئی بہن کے منہ سے یہ الفاظ سن کر عمر کا غصہ ندامت میں تبدیل ہوگیا اور بولے ''اچھا جو کچھ تم پڑھ رہے تھے مجھے بھی تو سناؤ'' فاطمہؓ نے جواب دیا: مجھے ڈر لگتا ہے کہ کہیں تم اسے ضائع نہ کر دو، عمر نے قسم کھا کر ایسا نہ کرنے کا یقین دلایا تو فاطمہ نے فرمایا: ''اچھا پہلے تم غسل کرو'' بدن پاک کرو، عمر نے تعمیل کی تو پھر آپ کو قرآن کریم کے اجزاء دکھائے گئے، اس وقت سورۃ طٰہٰ ان کے سامنے آئی، اسے ہی فاطمہؓ نے پڑھنا شروع کر دیا، ابھی بسم اللہ ہی پڑھی تھی کہ عمر کے جسم پر لرزہ طاری ہوگیا، دل سے کفر و شرک کی ظلمت دور ہونے لگی، جوں جوں تلاوت ہوتی گئی آپ (عمر) جوں جوں متاثر ہونے گئے، آخر آپ پر رقت طاری ہوگئی اور بے اختیار پکار اٹھے کہ ''میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا ایک ہے اور محمدؐ ان کے رسول ہیں'' حضرت خبابؓ جو کہ اندر چھپے بیٹھے تھے، مسرت بھرے لہجے میں فوراً باہر آئے عمر کو گلے لگایا اور مبارکباد دی اس واقعہ سے ایک دن قبل ہی سرکار دو عالمؐ نے دعا مانگی تھی کہ: یا اللہ قریش کے دو ستونوں عمر بن خطاب یا عمرو بن ہشام (ابوجہل) میں سے کسی ایک کو مسلمان کر دے۔

آپ کی یہ دعا عمر بن خطاب کے حق میں قبول ہوئی اور حضرت خبابؓ آپ (عمرؓ) کو لے کر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

حضورؐ نے پوچھا: عمر! کس نیت سے آئے ہو؟

آپ نے سر جھکا کر بڑی دھیمی آواز میں جواب دیا: اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لانے کے لئے، یہ سنتے ہی صحابہ کرامؓ تو فرطِ مسرت سے بے خود ہوگئے اور اس زور سے نعرۂ تکبیر بلند کیا کہ مکہ کی پہاڑیاں بھی گونج اٹھیں۔

حضرت عمرؓ کا قبول اسلام تاریخ اسلام کا ایک بہت بڑا واقعہ ہے، آپ اپنی جرأت، دلیری، بے خوفی، فراست اور تدبر کی بدولت اسلام کا ایک عظیم ستون ثابت ہوئے، آپ کے اسلام لانے کے بعد مسلمانوں کے حوصلے اس قدر بلند ہوگئے کہ خانہ کعبہ میں چھپ چھپ کر نماز پڑھنے کی بجائے اعلانیہ نماز ادا ہونے لگی، عمر کے اسلام لانے سے قبل ۴۰ اشخاص اسلام لا چکے تھے اور آپ سے تین دن قبل حضرت حمزہؓ (رسول اللہؐ کے چچا) بھی اسلام لے آئے تھے۔

حضرت عمرؓ جب ہجرت کے لئے مدینہ کو روانہ ہونے لگے تو پہلے آپ نے اپنی تلوار حمائل کی اور اپنے شانہ پر کمان لٹکائی اور ہاتھ میں تیر تھا، خانہ کعبہ میں داخل ہوئے وہاں کچھ سردار قریش بھی بیٹھے تھے آپ نے سب کے سامنے سات مرتبہ خانہ کعبہ کا طواف کیا، مقام ابراہیمؑ پر نماز ادا کی پھر قریش کے سرداروں کے قریب آ کر ایک شخص سے مخاطب ہو کر فرمایا: ''تمہاری صورتیں بگڑی ہوئی ہیں، کوئی ہے جس نے اپنے ماں کو بے اولاد، اپنے بیٹے کو یتیم اور اپنی زوجہ کو بیوہ کرنا ہو، اگر کوئی ہے تو میرے سامنے آئے'' کسی کو بھی عمرؓ کی بات کا جواب دینے کی ہمت نہ ہو سکی، آپ نے واشگاف الفاظ میں فرمایا کہ ''میں عمرؓ بن خطاب ہوں مدینہ کو ہجرت کر رہا ہوں، بعد میں یہ نہ کہنا کہ عمرؓ چوری چھپے مکہ سے نکل گیا ہے۔''

حضرت عمرؓ کی شان و فضیلت کا کیا کہنا کہ

آپ کی بدولت اسلام نے غلبہ حاصل کیا، رسولِ خدا نے جو دعا فرمائی وہ بارگاہ الٰہی میں آپ کے حق میں قبول ہوئی۔

حضرت عمرؓ کی شان کے متعلق بے شمار احادیث ہیں، بخاری و مسلم کی ایک حدیث ہے جو سعدؓ بن ابی وقاص سے نقل کی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا:

''اے عمرؓ! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، جس راستہ سے تم گزرو گے اس راستے سے شیطان ہرگز نہ گزرے گا بلکہ وہ دوسرے راستے سے گزرے گا۔''

ایک اور موقع پر آپ کا فرمان ہے کہ ''میں آخری نبی ہوں، لیکن میرے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر بن خطاب ہی ہوتے۔''

حضرت عمرؓ کو یہ بھی شرف حاصل ہے کہ رسول اللہؐ آپؓ کے داماد ہے۔ آپ کی بیٹی حضرت حفصہؓ بنت عمرؓ کی پہلی شادی حضرت خنیسؓ بن حزافہ سہمی سے ہوئی تھی، خنیسؓ، ہجرت حبشہ ثانیہ میں شامل تھے اور واپس آنے والوں کی پہلی جماعت میں واپس آ گئے تھے، انہوں نے عمرؓ کے ساتھ ہی مدینے کو ہجرت کی تھی، جنگ بدر میں خنیسؓ شدید زخمی ہو گئے تھے اور بعد میں انہی زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے خدا کو پیارے ہو گئے۔ خنیسؓ کی وفات کے بعد جب عدت کی مدت گزر گئی تو حضرت عمرؓ کو اپنی بیٹی کی شادی کی فکر لاحق ہوئی تھی، کیونکہ حفصہؓ جوانی میں ہی بیوہ ہو گئی تھیں اور خنیسؓ سے کوئی اولاد بھی نہ تھی۔ عمر فاروقؓ پہلے عثمان بن عفان کے پاس گئے کیونکہ عثمان کی زوجہ رقیہ بنت رسول بھی انتقال کر چکی تھیں، عمر فاروقؓ نے عثمان سے اپنی بیٹی کی شادی کی بات کی مگر عثمانؓ نے جواب دیا کہ فی الحال میرا شادی کرنے کا ارادہ نہیں ہے، پھر عمر فاروقؓ ابوبکر صدیق کے پاس گئے، مگر ابوبکر صدیقؓ خاموش رہے۔ عثمانؓ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ساری بات عرض کر دی، آپؐ نے فرمایا کیا یہ بہتر نہیں کہ میں عمرؓ کی بیٹی حفصہؓ کو آپؓ سے اچھا شوہر دوں اور آپؓ کو عمرؓ سے اچھا سسر دوں؟ اس کے بعد ہوا یوں کہ آپؐ نے عمرؓ کی بیٹی حفصہؓ سے خود شادی کی اور عثمانؓ کی شادی اپنی بیٹی ام کلثوم سے کر دی، اس وقت حفصہؓ کی عمر ۲۱ سال تھی، حضرت عمرؓ اس طرح حضورؐ کے سسر بن گئے۔

حضرت عمرؓ نے حضرت عثمانؓ بن مظعون کی ہمشیرہ حضرت زینب بنت مظعون سے شادی کی تھی، انہی کے بطن سے حضرت حفصہؓ پیدا ہوئیں۔

حضرت عمرؓ نے حضورؐ کی بیٹی فاطمہ کی بیٹی ام کلثوم بنت علیؓ اسد اللہ سے بھی شادی کی تھی، آپ کی اولاد و مبارک میں حضرت عبداللہ بن عمر بڑے بلند صحابی تھے۔

حضرت عاصمؓ بن عمرؓ بھی آپؓ کے بیٹے تھے، عبدالعزیز بن مروان کی بیوی اور حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی والدہ حضرت لیلیٰ عمر فاروقؓ کی پوتی (عاصم سے) تھیں۔ حضرت عمر فاروق کی اولاد بھی بہت پھیلی۔

آپ کے عزیز و اقارب میں یہ اشخاص شامل ہیں: ''حضرت حنتمہ بنت ہشام، آپ کی والدہ، عاص بن ہشام آپ کے ماموں (جنگ بدر میں آپ نے ہی قتل کیا) ابو جہل بن ہشام آپ کے ماموں، حضرت ام سلمہؓ (ام المومنین) آپ کے نانا کی بھتیجی تھیں، حضرت خالدؓ بن ولید آپ کے نانا ہشام کے بھائی ولید کے بیٹے تھے، عتیق بن عابد (ام المومنین خدیجہؓ کے دوسرے شوہر) آپ کی والدہ کے دادا مغیرہ کے بھتیجے تھے، فاطمہ بنت عمرو (حضورؐ کی دادی) آپ کی والدہ حنتمہ اور فاطمہ بنت عمرو دونوں مخزوم بن یقظہ کی اولاد سے تھیں، حضرت عبداللہ بن مظعون، آپ کے برادر نسبتی (زینبؓ زوجہ عمرؓ کے بھائی) خولہ بنت حکیم، آپ کے برادر نسبتی عثمان بن مظعون کی زوجہ۔''

آپؓ کا مکمل شجرۂ نسب یہ ہے: ''حضرت عمرؓ بن خطاب بن نفیل بن عبد العزیٰ بن ریاح بن عبداللہ بن قیراط بن رزاح بن عدی بن کعب۔''

والدہ کی طرف سے: عمرؓ بن حنتمہ بنت ہشام بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم بن یقظہ بن مرہ۔ والد کی طرف سے آپ کا شجرۂ نسب عدی بن کعب اور والدہ کی طرف سے مرہ بن کعب پر سرکار دو عالمؐ سے جاملتا ہے۔

☆☆.........☆☆

انتقالِ پُر ملال

ہفت روزہ ختم نبوت کراچی کے سابق ایڈیٹر اور ہمارے دیرینہ رفیق مولانا حسین احمد نجیب مرحوم کی اہلیہ محترمہ گزشتہ دنوں کورنگی کراچی میں انتقال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند اور نیک و صالح خاتون تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دو فرمانبردار صاحبزادوں سے نوازا تھا، ماشاء اللہ دونوں برخوردار حافظ قرآن اور عالم دین ہیں اور اپنے والدین کے لئے صدقہ جاریہ۔ رب کریم ان بچوں کی والدہ محترمہ کی کامل مغفرت فرما کر انہیں جنت الفردوس نصیب فرمائے۔ صاحبزادوں کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری، مولانا قاضی احسان احمد، محمد انور رانا، سید انوار الحسن، عبداللطیف اور دیگر تمام کارکنان ختم نبوت مرحومہ کے لئے دعا گو ہیں۔ قارئین سے بھی درخواست ہے کہ مرحومہ کو اپنی دعاؤں میں فراموش نہ فرمائیں۔

محرم الحرام ...... ایک تعارف

جو شخص عاشورہ کے دن اپنے اہل وعیال کے کھانے پینے میں وسعت کردے تو اللہ تعالیٰ اس پر تمام سال وسعت دیتا رہے گا

محمد احمد

محرم الحرام اسلامی مہینوں کا سب سے پہلا مہینہ ہے۔ اسلام چونکہ فطری مذہب ہے' اس لئے تاریخ کے معاملہ میں بھی فطرت کا لحاظ رکھا تاکہ جاہل آدمی کو بھی اس کے سمجھنے میں کوئی دقت نہ ہو۔

سن ہجری کی ابتداء محرم الحرام سے کیسے ہوئی؟

جب قریش مکہ نے اپنے تشدد کو بہت زیادہ کردیا تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو مدینہ طیبہ جانے کا حکم ارشاد فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب صحابہؓ کو ہجرت کا حکم دیا تھا اس وقت مہینہ محرم الحرام کا تھا۔

عیسائیوں میں عیسوی سال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کے کئی سو سال بعد رائج ہوا اور اسلامی سال اس محرم سے شروع ہوا' جس میں آپؐ نے مدینہ کو ہجرت کرنے کا حکم کیا' جس کے دو ڈھائی ماہ بعد آپؐ نے ہجرت فرمائی' سن ہجری کا غیر سرکاری آغاز ہجرت کے ساتھ اور سرکاری آغاز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد شروع ہوا۔

اسلامی مہینوں کی تعداد:

سال کے اسلامی مہینے بارہ ہیں: محرم الحرام' صفر المظفر' ربیع الاول' ربیع الثانی' جمادی الاولیٰ' جمادی الثانیہ' رجب المرجب' شعبان المعظم' رمضان المبارک' شوال المکرم' ذوالقعدہ اور ذوالحجہ۔

اسلامی تاریخ کا شرعی حکم:

اسلامی تاریخ کا یاد رکھنا فرض کفایہ ہے' جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر مسلمان اس کو چھوڑ دیں تو سب مسلمان گناہگار ہوں گے اور اکثر یاد رکھیں گے تو پھر سب مسلمان گناہ سے بچ جائیں گے۔

فضائل عاشورہ:

اکثر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ محرم میں عاشورہ کے دن کی فضیلت اس وجہ سے ہے کہ اس دن سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کربلا کے میدان میں شہید ہوئے' حالانکہ یہ بات نہیں بلکہ عاشورہ کا دن اسلام ہی میں نہیں بلکہ اُمم سابقہ (پچھلی امتوں) میں بھی باعث عزت واحترام تھا۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عاشورہ کے دن کی یہودی لوگ عظمت کرتے تھے اور اس دن عید مناتے تھے۔ دوسری جگہ تفصیل ہے کہ اہل خیبر کے یہود روزہ رکھتے تھے اور عید مناتے تھے اور اپنی عورتوں کو زیورات اور اچھے لباس پہناتے تھے (ان باتوں کو دیکھ کر) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ تم روزہ رکھا کرو۔ (بخاری ومسلم)

یہود ونصاریٰ اس لئے اس دن کی تعظیم کرتے تھے کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنو اسرائیل کو فرعونیوں کے پنجہ ظلم سے نجات دی تھی اور اس دن فرعون اپنے لشکر کے ساتھ دریا میں غرق کیا گیا تھا۔ (بخاری ومسلم)

قریش بھی اس دن کو بہت متبرک خیال کرتے تھے کیونکہ اسی روز کعبۃ اللہ پر غلاف چڑھایا گیا۔ (مسلم)

اور روایات میں وارد ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس روز حضرت آدم علیہ السلام کی دعا قبول فرمائی۔ حضرت ابراہیم اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام اسی روز پیدا ہوئے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم عاشورہ کا روزہ رکھو۔ اس لئے گزشتہ انبیائے کرام بھی اس دن کا روزہ رکھا کرتے تھے۔ لہٰذا تم بھی رکھو۔ (دیلمی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم عاشورہ کے دن یہودیوں کے خلاف نویں' دسویں یا گیارہویں کا روزہ رکھو۔

عاشورہ کے دن اہل وعیال پر کھانے پینے میں فراخی کرنا:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے اپنے اہل وعیال پر عاشورہ کے دن خرچہ میں فراخی کی تو تمام سال اس کے یہاں برکت رہے گی۔

ایک روایت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص عاشورہ کے دن اپنے اہل وعیال کے کھانے پینے میں وسعت کردے تو اللہ تعالیٰ اس پر تمام سال وسعت دیتا رہے گا۔ اگرچہ بعض محدثین کرام نے اس حدیث پر کلام کیا ہے۔

یوم عاشورہ کے تین کام:

یوم عاشورہ میں ان تین کاموں کا اہتمام کرنا چاہئے:

۱:..... گناہوں سے توبہ واستغفار کرنا'

۲:..... دو روزے رکھنا' نویں دسویں کا یا دسویں اور گیارہویں کا۔

۳:..... گھر میں حسب حیثیت اچھا کھانا پکانا۔

حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما

مولانا منظور احمد نعمانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما:

آپؓ کا اسم شریف حسن اور کنیت ابو محمد ہے۔ حسنؓ نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے تجویز فرمایا تھا۔ آپؓ کے والد حضرت علی رضی اللہ عنہ اور والدہ جگر گوشۂ رسول حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا ہیں۔ آپ حضرت علیؓ کے سب سے بڑے بیٹے ہیں۔ حضرت علیؓ کی کنیت ابوالحسن آپ ہی کے نام کی وجہ سے ہے۔

ولادت:

رمضان ۳ ہجری میں آپؓ پیدا ہوئے' رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ولادت کی خبر پا کر حضرت علیؓ کے گھر تشریف لے گئے' پیارے نواسے کو گود میں لیا' خود ان کے کان میں اذان دی اور عقیقہ کرایا اور بالوں کے ہم وزن چاندی صدقہ کرنے کا حکم دیا' اور اس طرح براہ راست ان کے کان میں پہلی آواز رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پہنچی اور جو بات پہلی بار کان میں پہنچی وہ بھی اذان تھی' جو دین کی بھرپور دعوت ہے۔ بچپن کا بڑا حصہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہی کے سایہ عاطفت میں گزرا ہے۔ آپ کی وفات کے وقت حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی عمر ۸ سال کی تھی۔

خلافت:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد کوفہ کی جامع مسجد میں کوفہ اور قرب و جوار کے مسلمانوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ حضرت علیؓ کے زمانہ خلافت ہی میں ان کے اور حضرت معاویہؓ کے مابین شدید اختلاف تھے' ابھی حضرت حسنؓ کی بیعت خلافت کو چھ یا سات ماہ ہی گزرے تھے کہ قتل وقتال سے بچنے کے لئے حضرت حسنؓ نے حضرت معاویہؓ سے صلح کر لی اور بار خلافت سے حضرت معاویہؓ کے حق میں دست بردار ہو کر مدینہ طیبہ تشریف لے آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشینگوئی: "ابن هذا سيد و لعل الله ان يصلح به بين الفئتين من المسلمين" یعنی میرا یہ بیٹا سید (سردار) ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کرائے گا۔ صحیح ثابت ہوگئی۔ اس مصالحت کے وقت حضرت حسنؓ نے جو بھی شرائط صلح حضرت معاویہؓ کے سامنے رکھیں حضرت معاویہؓ نے ان کو قبول فرمالیا اور مدت العمر ان کا لحاظ رکھا۔ ان میں وافر مقدار میں مال کی شرط بھی تھی جو ان کے آرام وراحت کے ساتھ گزر اوقات کے لئے خوب کافی تھا' لیکن وہ اس مال کو اللہ کے راستہ میں خرچ کرتے تھے حتیٰ کہ بعض اوقات ایسا بھی ہوا کہ اپنے موزے بھی اللہ کے راستہ میں خرچ کر دیئے اور صرف جوتے روک لئے۔ مدینہ پہنچ کر حضرت حسنؓ نے یکسوئی کی زندگی اختیار فرمائی اور عبادت وریاضت اور دین کی تبلیغ کو اپنی زندگی کا مشن بنالیا۔ آپ نے کئی شادیاں کیں اور ان سے دس یا اس سے بھی زیادہ بچے پیدا ہوئے۔

وفات:

۵۰ یا ۵۱ ہجری میں کسی نے آپ کو زہر دے دیا اور یہی وجہ شہادت بن گیا۔ مدینہ کے امیر سعید بن العاصؓ نے نماز پڑھائی۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ۔

حلیہ:

آپ شکل وصورت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت مشابہ تھے۔ ایک موقع پر حضرت ابوبکرؓ نے حضرت حسنؓ کو اپنی گود میں اٹھالیا اور حضرت علیؓ کے سامنے فرمایا کہ حسن تمہارے مشابہ نہیں ہیں یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہیں۔ حضرت علیؓ سنتے رہے اور ہنستے رہے۔ امام ترمذیؒ نے حضرت انسؓ کا یہی قول نقل کیا ہے۔

فضائل:

حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے فضائل بڑی حد تک مشترک ہیں' اس لئے ان کے مناقب وفضائل بھی حضرت حسینؓ کے تذکرہ کے بعد ہی ذکر کئے جائیں گے' محدثین میں امام بخاری' امام مسلم اور امام ترمذی رحمہم اللہ وغیرہم نے بھی ایسا ہی کیا ہے کہ دونوں کے فضائل ومناقب ایک ساتھ ہی ذکر کئے ہیں۔

حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما:

تاریخ ۱۰ محرم ۶۱ ہجری ہے' اس وقت عمر شریف تقریباً ۵۵ سال تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے نواسے اور حضرت علی وحضرت فاطمہؓ زہرا کے چھوٹے صاحبزادے حضرت حسینؓ کی ولادت شعبان ۴ ہجری میں ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی ان کا نام حسین رکھا' ان کو شہد چٹایا' ان کے منہ میں اپنی زبان مبارک داخل کر کے لعاب مبارک عطا فرمایا اور ان کا عقیقہ کرنے اور بالوں کے ہم وزن چاندی صدقہ کرنے کا حکم دیا۔ حضرت

"اے اللہ! میں ان دونوں کو محبوب رکھتا ہوں' آپ بھی ان کو اپنا محبوب بنالیجیے۔"

فاطمہؓ نے ان کے عقیقہ کے بالوں کے برابر چاندی صدقہ کی۔ اپنے بڑے بھائی حضرت حسنؓ کی طرح حضرت حسینؓ بھی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مشابہ تھے اور آپ کو ان سے بھی غیر معمولی محبت اور تعلق تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو ان کی عمر صرف چھ یا سات سال تھی' لیکن یہ چھ' سات سال آپ کی صحبت اور شفقت ومحبت میں گزرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیق وحضرت عمر رضی اللہ عنہما نے خاص لطف وکرم اور محبت کا برتاؤ کیا۔ حضرت عمرؓ کے آخری زمانہ خلافت میں آپ نے جہاد میں شرکت شروع کی ہے اور پھر بہت سے معرکوں میں شریک رہے۔ حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں جب باغیوں نے ان کے گھر کا محاصرہ کرلیا تھا تو حضرت علیؓ نے اپنے دونوں بیٹوں حسن وحسین رضی اللہ عنہما کو ان کے گھر کی حفاظت کے لئے مقرر کردیا تھا' حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد حضرت حسنؓ نے جب حضرت معاویہؓ سے مصالحت کرکے خلافت سے دستبرداری کے ارادہ کا اظہار کیا تو حضرت حسینؓ نے بھائی کی رائے سے اختلاف کیا' لیکن بڑے بھائی کے احترام میں ان کے فیصلہ کو تسلیم کرلیا۔ البتہ جب حضرت حسنؓ کی وفات کے بعد حضرت معاویہؓ نے یزید کی خلافت کی بیعت لی تو حضرت حسینؓ اس کو کسی طرح برداشت نہ کرسکے اور یزید کے خلیفہ بن جانے کے بعد اپنے بہت سے مخلصین کی رائے ومشورہ کو نظر انداز کرکے جہاد کے ارادہ سے مدینہ طیبہ سے کوفہ کے لئے تشریف لے چلے' ابھی مقام کربلا ہی تک پہنچے تھے کہ واقعہ کربلا پیش آیا اور آپ وہاں شہید کردیے گئے۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل حضرت فاطمہ زہراؓ ہی سے چلی ہے اور ان کی اولاد میں حضرات حسنین اور ان کی دو بہنیں حضرت زینب اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہم اجمعین ہی آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بقاء نسل کا ذریعہ بنے ہیں۔

حضرات حسنینؓ کے فضائل ومناقب:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے اور آپ کے صحابی ہونے کا شرف کیا کم ہے' پھر آپ کو حضرات حسنین رضی اللہ عنہما سے بہت محبت بھی تھی۔ شفقت و محبت کا یہ عالم تھا کہ یہ دونوں بھائی بچپن میں حالت نماز میں آپ کی کمر مبارک پر چڑھ جاتے' کبھی دونوں ٹانگوں کے بیچ میں سے گزرتے رہتے اور آپ نماز میں بھی ان کا خیال کرتے' جب تک وہ کمر پر چڑھے رہتے' آپ سجدہ سے سر نہ اٹھاتے۔ آپ اکثر انہیں گود میں لیتے' کبھی کندھے پر سوار کرتے ان کا بوسہ لیتے انہیں سونگھتے اور فرماتے:"انکم لمن ریحان اللہ" تم اللہ کی عطا کردہ خوشبو ہو۔ ایسے ہی ایک موقع پر حضرت اقرع ابن حابس رضی اللہ عنہ نے عرض کردیا: اے اللہ کے رسول! میرے تو دس بیٹے ہیں لیکن میں نے آج تک کسی کا بوسہ نہیں لیا۔ آپ نے فرمایا:"انہ من لا یرحم لا یرحم" جو رحم نہیں کرتا' اس پر بھی منجانب اللہ رحم نہیں کیا جاتا۔ آیت تطہیر کے نزول کے بعد آپ نے حضرت علیؓ حضرت فاطمہؓ اور حضرات حسنینؓ کو اپنی ردائے مبارک (چادر مبارک) میں داخل فرماکر اللہ سے عرض کیا:

"اللھم ھولاء اھل بیتی فاذھب عنھم الرجس وطھرھم تطھیرا"

(باب مناقب اہل بیت ترمذی شریف)

ترجمہ:"اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں' ان سے گندگی کو دور فرمادیجئے اور پاک وصاف کردیجئے۔"

صحیح بخاری میں حضرت عدی بن ثابتؒ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسنؓ کو اپنے کندھے پر سوار کیے ہوئے تھے اور یوں دعا کررہے تھے:"اللھم انی احبہ' فاحبہ" (اے اللہ! یہ مجھے محبوب ہے' آپ بھی اسے اپنا محبوب بنالیجے)۔ (بخاری ومسلم)

امام بخاریؒ نے ہی حضرات حسنینؓ کے مناقب میں حضرت ابن عمرؓ کا قول نقل کیا ہے کہ ان سے کسی عراقی نے مسئلہ دریافت کیا کہ محرم اگر مکھی مار دے تو کیا کفارہ ہے۔ حضرت ابن عمرؓ نے بڑی ناگواری سے جواب دیا کہ اہل عراق مکھی کے قتل کا مسئلہ پوچھنے آتے ہیں اور نواسۂ رسولؐ (حضرت حسینؓ) کو قتل کردیا' حالانکہ آپؐ نے اپنے دونوں نواسوں کے بارے میں فرمایا تھا:"ھما ریحانتای من الدنیا" (یہ دونوں میرے لئے دنیا کی خوشبو ہیں)۔ (صحیح بخاری)

امام ترمذیؒ نے حضرت اسامہ بن زید کی حدیث ذکر کی ہے کہ میں کسی ضرورت سے آپ کی

"حسین میرے ہیں اور میں حسین کا' جو حسین سے محبت کرے' اللہ اس سے محبت کرے' حسین میرے ایک نواسے ہیں۔"

خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ گھر کے باہر اس حال میں تشریف لائے کہ آپؐ دونوں کوکھوں پر (یعنی گود میں) کچھ رکھے ہوئے تھے اور چادر اوڑھے ہوئے تھے‘ میں جب اپنے کام سے فارغ ہوگیا تو عرض کیا یہ کیا ہے آپؐ نے چادر ہٹادی میں نے دیکھا کہ ایک جانب حسنؓ اور دوسری جانب حسینؓ ہیں اور فرمایا:

”ھذان ابنای و ابنا ابنتی
اللھم انی احبھما فاحبھما و احب
من من یحبھما“ (ترمذی شریف)

ترجمہ: ”اے اللہ! میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں‘ آپ بھی ان سے محبت فرمایئے اور جوان سے محبت کرے اس کو بھی اپنا محبوب بنالیجئے۔“

”اللھم انی احبھما فاحبھما“

ترجمہ: ”اے اللہ! میں ان دونوں کو محبوب رکھتا ہوں‘ آپ بھی ان کو اپنا محبوب بنالیجئے۔“

دعائیہ کلمات صحیح سندوں سے حدیث کی متعدد کتابوں میں مروی ہیں اور اس میں کیا شک ہے کہ آپ کے یہ دونوں نواسے اللہ کے بھی محبوب اور اللہ کے رسول کے بھی محبوب اور ان دونوں سے محبت رکھنے والے بھی اللہ اور اس کے رسول کے محبوب ہیں‘ ایک بار ایسا ہوا کہ آپ خطبہ دے رہے تھے‘ دونوں نواسے آگئے آپ نے خطبہ روک کر ان دونوں کو

حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ دونوں بھائی بہت ہی عبادت گزار تھے‘ دونوں نے بار بار مدینہ سے مکہ تک پیدل سفر کر کے حج کیے ہیں۔

اٹھالیا اور اپنے پاس بٹھایا پھر باقی خطبہ پورا کیا۔

امام ترمذی نے حضرت یعلیٰ بن مرہؓ کی روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”حسین منی و انا من حسین
احب اللہ من احب حسینا حسین
سبط من الاسباط۔“ (جامع ترمذی)

ترجمہ: ”حسین میرے ہیں اور میں حسین کا‘ جو حسین سے محبت کرے اللہ اس سے محبت کرے‘ حسین میرے ایک نواسے ہیں۔“

حسین منی انا من حسین کے کلمات انتہائی محبت‘ اپنائیت اور قلبی تعلق کے اظہار کے لئے ہیں‘ اس کے بعد وہی دعائیہ کلمات ہیں‘ جن کے متعلق عرض کیا کہ یہ الفاظ متعدد روایات میں مذکور ہیں‘ اس مضمون کی کئی روایات امام ترمذی نے مناقب الحسن والحسین کے عنوان کے تحت ذکر کی ہیں۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان کی والدہ کو سیدة نساء اھل الجنة (جامع ترمذی) اور دونوں بھائیوں کو سید اشباب اھل الجنة (جامع ترمذی) فرمایا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صحابہ کرام خصوصاً حضرات شیخین (حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما) کا معاملہ بھی ان دونوں حضرات کے ساتھ بہت ہی لطف و کرم کا رہا‘ ابھی حضرت حسنؓ کے تذکرہ میں گزرا کہ حضرت ابوبکرؓ نے ان کو گود میں اٹھالیا تھا بلکہ بعض روایات میں تو کندھے پر بٹھانے کا ذکر ہے۔

حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں دونوں بھائیوں کا وظیفہ اہل بدر کے وظائف کے بقدر پانچ پانچ ہزار درہم مقرر کیا اور اس کی وجہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی قرابت بیان کی‘ حالانکہ یہ دونوں حضرات ان کے دور خلافت کے آخر میں بالکل

حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں دونوں بھائیوں کا وظیفہ اہل بدر کے وظائف کے بقدر پانچ پانچ ہزار درہم مقرر کیا اور اس کی وجہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی قرابت بیان کی

نوجوان ہی تھے‘ حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت کا واقعہ ہے کہ وہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں رسول اللہؐ کے منبر پر کھڑے خطبہ دے رہے تھے۔

حضرت حسینؓ آئے اور حضرت عمرؓ کو مخاطب کر کے کہا: میرے باپ (نانا جان) کے منبر سے اترو اور اپنے والد کے منبر پر جا کر خطبہ دو۔ حضرت عمرؓ نے کہا: میرے باپ کا تو کوئی بھی منبر نہیں ہے یہ کہا اور ان کو اپنے پاس منبر پر بٹھالیا اور بہت اکرام اور لطف و محبت کا معاملہ کیا۔ انہیں حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں یمن سے کچھ حلے (چادروں کے جوڑے) آئے آپ نے وہ صحابہ کرامؓ کے لڑکوں میں تقسیم کردیے اور حضرات حسنینؓ کے لئے ان سے بہتر حلے منگوائے اور ان دونوں بھائیوں کو دیے اور فرمایا اب میرا دل خوش ہوا ہے۔ (سیر اعلام النبلاء)

یہ دونوں بھائی اگرچہ کثیر الروایت نہیں لیکن پھر بھی براہ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے والدین سے احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نقل کرتے ہیں۔ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ دونوں بھائی بہت ہی عبادت گزار تھے‘ دونوں نے بار بار مدینہ سے مکہ تک پیدل سفر کر کے حج کیے ہیں۔ اللہ کے راستہ میں کثرت سے مال خرچ کرتے تھے‘ جود و سخا‘ ماں باپ اور نانا جان سے وراثت میں ملی تھی۔

رضی اللہ عنھما و ارضاھما۔

☆☆......☆☆

سری لنکا میں تحفظ ختم نبوت

کے موضوع پر تربیتی کیمپ کا انعقاد

ملکی سطح پر قادیانی فتنہ کے سدِ باب کی کامیاب کوشش، ۲۰۰ سے زائد مندوب وعلماء کرام کی شرکت

مولانا شاہ عالم گورکھپوری

سری لنکا کا شمار ان ممالک میں ہوتا ہے، جن میں ایک عرصہ سے قادیانی فتنہ اپنے ہاتھ پاؤں پھیلانے میں مصروف ہے، سری لنکا کے بعض علماء کے بقول ۱۹۱۶ء میں پہلی بار قادیانیت نے سری لنکا میں قدم رکھا تھا لیکن مسلسل اپنی تمام تر ریشہ دوانیوں کے باوجود اپنے ناپاک عزائم میں تاہنوز ناکام ہے، البتہ ادھر دو تین سال کے عرصہ میں قادیانی تحریک کے بیرونی پرچارکوں نے ملکی فضا خراب کرنے میں کچھ زیادہ ہی تیزی پیدا کردی ہے، مسلسل مسلمان نوجوانوں کو ورغلانا، دین اسلام کے نام پر مسلمانوں کو بے دین بنانا، اور اپنے لٹریچر خفیہ طور پر مسلمانوں میں تقسیم کرنا اور تبلیغ کے نام پر مسلمانوں کو اپنے ہیڈ کوارٹر قادیان اور لندن کے سیر کرانا وغیرہ۔ ان کی ریشہ دوانیوں کو دیکھتے ہوئے جمعیت علماء سری لنکا نے پہلی بار اس فتنہ کے سدباب اور مسلمانوں کو اس سے محفوظ رکھنے کے لئے قدم اٹھایا اور ملکی سطح پر چھ روزہ تربیتی کیمپ کا انعقاد کیا۔

سری لنکا چونکہ ہندوستان کا پڑوسی ملک ہے اس مناسبت سے جمعیت علماء سری لنکا نے تحفظ ختم نبوت کے موضوع پر تربیتی کیمپ کے لئے کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند سے رابطہ کیا اور اس کے لئے باضابطہ صدر کل ہند مجلس کی خدمت میں درخواست لے کر ایک وفد بھیجا، جن کے اسماء گرامی حسب ذیل ہیں:

۱:...... جناب شیخ ظریف احمد صاحب نائب صدر جمعیت علماء سری لنکا۔

۲:...... مفتی محمد رضوی صاحب قاسمی استاذ مدرسہ الرشاد العربیہ گرانفاس۔

۳:...... جناب مولانا مفتی مفاز قاسمی صاحب استاذ مدرسہ عربیہ کولمبو۔

صدر محترم کی منظوری کے بعد راقم الحروف کا سفر طے ہوا اور پروگرام کے لئے مورخہ ۲۶/ اپریل تا ۵ مئی ۲۰۰۷ء کی تاریخیں طے پائیں۔

پروگرام کے مطابق ۲۶/ اپریل ۲۰۰۷ء بروز جمعرات ۲ بجے کے قریب راقم الحروف سری لنکا کے ایئرپورٹ پر اترا جہاں استقبال کے لئے محترم شیخ ظریف صاحب نائب رئیس جمعیت علماء سری لنکا، مولانا محمد الیاس صاحب کاشفی نائب شیخ الحدیث مدرسہ الرشاد العربیہ گرانفاس، مولانا مفتی محمد رضوی القاسمی وغیرہ احباب موجود تھے، عصر کی نماز کا وقت قریب تھا، نماز سے فراغت کے بعد مختصر سا قیام ایئرپورٹ سے قریب ہی شہر نگمبو میں طے تھا، جہاں طعام وغیرہ کا بھی نظم تھا، راقم الحروف سری لنکا میں پہلی بار جن کا مہمان ہوا وہ تھے جناب الحاج زومی صاحب صاحبزادہ وسابق امیر جماعت تبلیغ سری لنکا، موصوف نے ماشاء اللہ پرتکلف ضیافت کا نظم کیا تھا۔ فجزاہم اللہ خیراً۔ راقم الحروف وطن سے پہلی بار باہر کسی دوسرے ملک میں تبلیغ ہی کے لئے نکلا تھا اور وہاں میزبان جو ملا وہ بھی تبلیغ کا، اس عملی اور قلبی ربط باہم سے ظاہری بات ہے کہ باہمی انسیت جو پیدا ہوگی وہ پرکیف ہوگی۔

نماز مغرب کے بعد شب کا قیام کولمبو شہر میں طے تھا، وقت پر راقم السطور جناب شیخ رفقان صاحب کے مکان پر پہنچا، جہاں محترم جناب شیخ مفتی محمد رضوی صدر جمعیت علماء سری لنکا و رکن مجلس شوریٰ تبلیغی جماعت سری لنکا سے ملاقات ہوئی موصوف ماشاء اللہ خلیق، جید الاستعداد عالم دین اور وسیع النظر بزرگ ہیں، طعام وغیرہ سے فراغت کے بعد آئندہ پروگرام سے متعلق مشورہ ہوا، جس میں شیخ ظریف، شیخ رفقان کے علاوہ بہت سے احباب شریک تھے، اگلے دن جمعہ کی نماز شیخ رضوی کے ہمراہ ان کی مسجد میں ادا کی بعد نماز شیخ رفقان کے مکان پر ہی تامل ناڈو (انڈیا) کے ہی ایک مشہور عالم دین شیخ محمد خان الباقوی سے ملاقات ہوئی اور کچھ اپنے موضوع پر تبادلہ خیالات کیا گیا، موصوف ختم

قادیانی کتابیں

تم اپنے مخالفین کو جنگل کا سور اور ان کی عفت مآب خواتین کو کتیاں کہتے ہو، تمہاری کتابوں میں اتنی عفونت اور سڑانڈ ہے کہ کوئی شریف آدمی ناک پر کپڑا رکھے بغیر انہیں دیکھ نہیں سکتا، میں حکومت سے پوچھتا ہوں کہ ایسے غلیظ و متعفن جملے تمہاری پبلشنگ کے ضابطوں کی زد میں نہیں آتے؟ تم نے آج تک ان کتابوں کو ضبط کیوں نہیں کیا؟ کیا یہ کھلا جانبداری اور مرزائی خاندان کی خدمات کا صلہ نہیں؟ ہمارے مسلمانوں کے اخبارات حکومت پر جائز تنقید کریں تو احرار، زمیندار، احسان، سیاست فوراً ضبط کرلئے جاتے ہیں، ان سے خطیر رقموں کی ضمانتیں لی جاتی ہیں۔

(سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ)

نبوت کے موضوع پر ایک فکرمند عالم دین ہیں، کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت کا طریقہ کار اور اب تک کی مختصراً کارکردگی سن کر نہایت خوشی کا اظہار کیا اور دعاؤں سے نوازا، اسی دن نماز مغرب کے بعد مدرسہ دینیہ پلی ملاباندورائے کے لئے روانگی ہوئی، گاڑی میں سفر کے رفیق جناب شیخ ظریف اور مفتی مفاز احمد قاسمی صاحب تھے، تقریباً ایک گھنٹے میں سو کلومیٹر کا فاصلہ طے کرکے عشاء کے وقت ہم مدرسہ دینیہ میں تھے، جہاں اساتذہ وطلبہ کے ہمراہ مدرسہ کے مہتمم جناب شیخ محمد رمضان صاحب نے وفد کا استقبال کیا۔

تربیتی کیمپ کی پہلی نشست:

مشورہ کے مطابق پورے ملک کو دو حصوں میں تقسیم کرکے تربیتی پروگرام رکھے گئے تھے، چنانچہ مدرسہ دینیہ پاندورائے میں قرب وجوار کے تمام مدارس کے نمائندے جمع تھے، جن کی کل تعداد ۸۶ تھی۔

پروگرام کا آغاز حسب اعلان صبح ۸ بجے الحمدللہ مدرسہ کے ایک طالب علم کی تلاوت قرآن مجید سے ہوا، جناب شیخ جعفر صاحب مہتمم مدرسہ بریرہ نسواں کا تعارفی اور ابتدائی خطاب ہوا، جو مقامی زبان میں تھا، موصوف نے پروگرام کی غرض وغایت پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ سری لنکا کی تاریخ میں یہ الحمدللہ پہلا واقعہ ہے کہ ازہر ہند دارالعلوم دیوبند نے ہماری سرپرستی کرکے ایک خاص موضوع پر علمی اعتبار سے ہمیں فیضیاب وسیراب ہونے کا موقع فراہم کیا ہے، جس سے پورے ملک کے مسلمانوں میں ایک خوشی کی لہر دوڑ گئی ہے اور ارباب مدارس وطالبان علوم دینیہ کے لئے تو یہ بے بدل زریں موقع ہے کہ ہم اپنے گھر بیٹھے دارالعلوم دیوبند کے فیض سے بواسطہ جناب مولانا شاہ عالم گورکھپوری سے فیضیاب ہورہے ہیں، اس موقع سے ہم جس قدر دارالعلوم دیوبند کے مشکور ہوں کم ہے۔

موصوف نے ملک میں قادیانیت کے پھیلتے ہوئے جراثیم سے بھی حاضرین مندوبین کو باخبر کیا اور اس کے بھیانک اثرات وخطرات سے بھی واقف کرایا۔

موصوف کے تعارفی خطاب کے بعد راقم سطور کو دعوت دی گئی، راقم نے اس پہلی نشست میں تاریخی پہلو سے قادیانیت کا اس انداز میں تعارف کرایا کہ سامعین وحاضرین پر قادیانیت کا فتنہ ہونا اور ایمان وعمل کے لئے مہلک ہونا روز روشن کی طرح واضح ہوگیا، جس کی تفصیلات بذریعہ ٹیپ ریکارڈ نقل کرکے کسی دوسرے موقع پر پیش کی جائے گی، واضح رہے کہ اس نشست میں ترجمان کے فرائض جناب شیخ محمد الیاس صاحب اور جناب مفتی مفاز صاحب نے ادا کئے، ان احباب کو اردو اور مقامی زبان پر ماشاءاللہ عبور حاصل ہے۔

تربیتی پروگرام کی دوسری نشست ۳ تا ۶ بجے شام ہوئی، اسی طرح تیسری نشست بعد نماز مغرب ۷ تا ۱۱ بجے شب میں ہوئی، نشست مکمل ہونے کے بعد عشاء کی نماز پڑھی گئی، اگلے روز اتوار میں صبح ۷ بجے چوتھی نشست کا آغاز ہوا، جس میں مرزا قادیانی کے عقائد ونظریات پر بحث کی گئی، یہ نشست ۱۲ بجے تک چلتی رہی بعد نماز ظہر وطعام وغیرہ سے فراغت کے بعد عصر سے لے کر مغرب ۷ بجے تک پانچویں نشست منعقد ہوئی جو ۱۲ بجے تک چلتی رہی، چھٹی نشست بعد نماز ظہر ساڑھے تین بجے سے شروع ہوئی جو ساڑھے پانچ بجے تک چلتی رہی، اس نشست میں راقم سطور کے مختصر بیان کے بعد مقامی کبار علماء میں سے جناب مفتی محمد رضوی صاحب اور امیر جماعت وغیرہ کے بیانات ہوئے اور تمام مندوبین کو شرکت اور کتابوں کے سیٹ وغیرہ تقسیم کئے گئے، جس کو جامعہ دینیہ نے تیار کرائے تھے۔

چھٹی نشست میں مقامی علماء کرام نے تاثرات بیان کرتے ہوئے بتایا کہ صحیح معنوں میں اب تک قادیانی فتنہ کی خطرناکی وزہرناکی کو اس انداز میں نہیں سمجھا گیا تھا، جیسا کہ اس تربیتی پروگرام سے سمجھا گیا ہے۔

مقررین نے تربیتی پروگرام کی افادیت کا اظہار کرتے ہوئے جمعیت علماء سری لنکا اور دارالعلوم دیوبند کا بھی شکریہ ادا کیا اور امید ظاہر کی کہ آئندہ بھی اس طرح کا پروگرام ضرور ہوگا انشاءاللہ۔

☆☆..........☆☆

مکتوب تونسہ شریف

پی پی کے حمایت یافتہ قادیانی کا ماضی وحال

مولانا عبدالعزیز لاشاری

ستمبر ۱۹۷۴ء کو ذوالفقار علی بھٹو (مرحوم) کے دور حکومت میں قادیانیوں کو پاکستان اسمبلی نے متفقہ طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا، مگر قادیانی اور امریکا ناراض ہوگیا، ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی ایٹمی پلانٹ چھوڑ کر چلا گیا اور جاتے ہوئے کہہ گیا کہ ”میں لعنتی ملک میں نہیں رہنا چاہتا۔“ ہمارے کہوٹہ پلانٹ کا تمام نقشہ امریکا کو جا کر دکھایا اور ہمارا راز فاش کردیا، بعد میں اس کو یہودیوں نے نوبل انعام سے نوازا، ان قادیانیوں کے بارے میں بھٹو مرحوم نے کہا تھا کہ قادیانی پاکستان میں وہ حیثیت لینا چاہتے ہیں جو امریکا میں یہودیوں کو حاصل ہے۔ قادیانی بھٹو کے پھانسی کے مقدمہ میں گواہ بن گئے، بھٹو کو پھانسی دی گئی تو قادیانیوں نے (ربوہ) چناب نگر میں مٹھائیاں تقسیم کیں، قادیانی اخبار ”الفضل“ نے مرزا غلام احمد قادیانی کا جھوٹا الہام شائع کیا: ”کلب یموت علیٰ کلب“ اور عدد نکلے ۵۲ یعنی کتا مر گیا کتے کی موت پر اور ۵۲ سال کی عمر میں یعنی بھٹو کے بارے میں نعوذ باللہ! بھٹو کے مقدمہ میں مسعود احمد قادیانی وعدہ معاف گواہ بن گیا، تاریخ گواہ ہے بھٹو کے قاتل قادیانی ہیں۔

تونسہ شریف کی غیور عوام پڑھی لکھی ہے، کھرے کھوٹے، سچے جھوٹے کی پرکھ رکھنے والی عوام ہے۔ غریب ضرور ہے مگر بے غیرت نہیں، ہماری غربت اور پسماندگی کو دیکھ کر انگریز نے ہمارے ایمان پر ڈاکا ڈالنے کی کوشش کی، ایک سازش کے تحت یہاں کے سردار کو قادیانی بنالیا، مگر یہاں کی دین دار غیور عوام دین کی فکر رکھنے والے احباب نے پیر کامل حضرت خواجہ نظام الدین تونسویؒ کی زیر سرپرستی، حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے تبلیغی دورے کیے۔ قریہ قریہ، گلی گلی ایک ایک فرد کے پاس جا کر انگریز کے ان سگان دم بریدہ قادیانیوں کے خلاف اعلان جنگ کیا، ان بزرگوں کی قربانیاں رنگ لائیں، تحصیل تونسہ شریف کی تاریخ گواہ ہے، اس دھرتی پر کوئی ممبر آج تک دین دار طبقہ کی حمایت کے بغیر کامیاب نہ ہوسکا اور نہ انشاء اللہ ہوگا۔

انگریز نے اس قادیانی سردار کو مجسٹریٹ کے اختیارات دیے۔ شریعت محمدیہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے انکار کرایا، برطانوی قانون نافذ کرایا، مگر یہاں نہ قادیانی کچھ کرسکے نہ انگریز کچھ کرسکا۔ جب الیکشن آیا تو اسی قادیانی سردار نے دین داروں کا سہارا لیا، حضرت خواجہ نظام الدین تونسویؒ کے پاس چلا گیا اور قادیانیت سے برأت کا اعلان کیا، اس وقت کے علماء کرام حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا لال حسین اخترؒ نے اس سردار کی حمایت کی مگر یہ سردار دلی طور پر قادیانی تھا، دلوں کا مالک تو اللہ پاک ہے، اس نے ان بزرگوں کو دھوکا دیا، مگر یہ سردار عبرت ناک شکست کھا گیا، یہ سردار پھر علی الاعلان قادیانی بن گیا، یہ سردار ۱۹۸۶ء میں مر گیا، اس کو مسلمانوں کی مسجد میں دفن کردیا گیا، الحمدللہ! تمام مکتب فکر کے علماء کرام نے اس حرکت کے خلاف حضرت خواجہ خواجگان مولانا خان محمد آف کندیاں شریف کی زیر سرپرستی اور حضرت خواجہ عبدالمناف پیر آف تونسہ شریف کی قیادت میں اور مولانا صوفی اللہ وسایا کی کدوکاوش پر تحریک چلائی، اس کو مسجد سے نکال کر حکومت نے اس کے اپنے گھر میں دفن کردیا، یہ تحریک شیرگڑھ کے نام سے لمبی داستان ہے۔

ونگ کمانڈر عبدالرشید خان اس چیف فیملی کا فرد ہے، یہ پھر سیاسی میدان میں آیا، اس نے مسلمان ہونے کا اعلان کیا، اس نے جمعیت علماء اسلام سے ٹکٹ لیا پھر شکست کھائی، دراصل اندر سے کھوٹے ہوتے ہیں پھر یہ علی الاعلان قادیانی بن گیا۔

سردار امام بخش کا نام شناختی کارڈ، تعلیمی اسناد اور پاسپورٹ میں کنفوشس امام ہے، وکیل ہے، بیرسٹر کی ڈگری یو کے لندن سے حاصل کی، بڑا جست چالاک پھرتیلا آدمی ہے، مکاری، عیاری اور فریبی میں مرزا غلام احمد قادیانی سے دو قدم آگے ہے، جونہی یہ لندن سے پڑھ کر واپس آیا اپنے پورے علاقے میں مشہور ہوگیا، قوم کے اندر رعب و دبدبہ جمانے لگا، اگر کوئی پوچھے سردار صاحب جناب کا مذہب کیا ہے؟ یہ کہتا تمہیں کیا ہے، تم کون ہو؟ مجھے کسی سے مسلمان ہونے کے لئے پرمٹ لینے کی ضرورت نہیں ہے، نماز نہ روزہ جمعہ، عیدین کچھ بھی نہیں، ۱۰/اکتوبر ۲۰۰۲ء کے الیکشن میں ملت پارٹی کا ٹکٹ خریدا، کوٹ قیصرانی کے علماء کے پاس چلا گیا، مسلمان ہونے کا اعلان کیا۔ ۹۰۰۰ ووٹ لے کر شکست کھا گیا، کچھ سال بعد اس کی شادی ہوئی علاقہ کے عینی شاہدین کے مطابق اس نے لاہور کے ایک قادیانی گھرانے میں شادی کی، اپنے گھر شیرگڑھ میں شادی کا ولیمہ کیا، علاقہ کے علماء معززین کو دعوت دی، مگر آخر میں قادیانیت...... بلی تھیلے سے باہر نکل آئی...... قادیانی مربی کھڑا ہوگیا اور قادیانیت کی تبلیغ شروع کردی، مسلمان کھانا کھائے بغیر ولیمہ کا بائیکاٹ کرکے واپس چلے آئے، اس ولیمہ کی پوری کہانی روزنامہ نوائے وقت میں شائع ہوچکی ہے۔ اب پھر یہ امام بخش خان ۲۰۰۸ء کے الیکشن میں پی پی جماعت کو دھوکا دے کر سیاسی میدان میں آگیا۔ ☆......☆......☆

قندِ مکرر

قسط نمبر۲

قادیانیوں کے اعتراضات کا اجمالی جواب

مولانا اللہ وسایا

سوال:...... تذکرہ اولیاء وغیرہ اس قسم کی کتابوں میں لکھا ہے کہ بعض بزرگوں نے یہ کہا کہ میں نبی ہوں، میں محمد ہوں، میں خدا ہوں وغیرہ اگر مرزا نے بھی کہہ دیا تو اس پر فتوائے کفر کیوں؟

جواب:...... بزرگوں کا کوئی قول و فعل شرعاً ہمارے لئے حجت نہیں جو شریعت کے خلاف ہو، بخلاف مرزائیوں کے کہ وہ مرزے قادیانی کو نبی مانتے ہیں، نبی کی ہر بات چونکہ شریعت میں حجت ہوتی ہے، اس لئے مرزا صاحب کے یہ اقوال مرزائیوں پر حجت ہوں گے، نیز یہ کہ بزرگوں کے ان اقوال کو ہم شرعاً صحیح نہیں سمجھتے، ہم پر الزام تب ہوتا کہ ہم ان کو شرعاً حجت سمجھتے۔ مرزا کے اقوال کو مرزائی چونکہ شرعاً حجت سمجھتے ہیں تو ان کا فرانہ اقوال کو ماننے کے باعث مرزائی کافر ہوئے۔

نیز تصوف کی رو سے بعض صوفیاء پر ایسی جذب وغیرہ کی کیفیت طاری ہوتی ہے کہ جس میں وہ مدہوش ہوتے ہیں، اس مدہوشی میں بعض وہ ایسی باتیں کہہ دیتے ہیں جو شرعاً صحیح نہیں ہوتیں، بے ہوش ہونے کے بعد ہم ان کو معذور سمجھیں گے اور اگر وہ مدہوش نہ تھے اور عمداً ایسا کہا تو ایسا کہنے والے کو ہم کافر کہیں گے۔ چنانچہ ان کے خلاف شرع اقوال کے لئے دو راستے ہیں یہ کہ معذور ہوگا یا کافر ہوگا، اب مرزائی بتلائیں کہ مرزا قادیانی معذور تھا یا کافر؟ معذور تب ہوتا کہ وہ اس کو مدہوش مانیں اور مدہوشی اور معذوری نبوت کے شایانِ شان نہیں۔ نیز اس میں ایک اور بھی فرق ہے کہ جب ان بزرگوں پر مدہوشی کی کیفیت ختم ہوئی تھی تو ان کے کسی مرید نے بتادیا کہ آپ نے یہ کہا تھا کہ میں محمد ہوں، میں خدا ہوں تو اس بزرگ نے فوراً کہا کہ تم نے مجھے قتل کیوں نہ کیا، اس سے ثابت ہوا کہ وہ بزرگ بھی اس قسم کے دعاوی کو جائز نہیں سمجھتے تھے بخلاف مرزا قادیانی کے کہ اس نے نہ صرف ان خلاف شرع باتوں کو کہا بلکہ اس کو وحی اور نبوت کا حصہ بتایا اس لئے مرزائی بھی آج تک اس کے خلاف شرع باتوں پر ایمان لاتے ہیں لہٰذا تذکرہ اولیاء اور اس قبیلہ کے دوسرے افراد معذور سمجھے جائیں گے مرزا اور مرزائی کافر سمجھے جائیں گے۔

سوال:...... قادیانی جماعت یہ اعتراض کرتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دشمنوں سے بچانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کا انتخاب فرمایا اور حضور سرور کائنات کو دشمنوں سے بچانے کے لئے غار ثور کا چنانچہ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب تحفہ گولڑویہ کے صفحہ ۱۱۲ طبع دوم پر لکھا ہے کہ: ”خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چھپانے کے لئے ایک ایسی ذلیل جگہ تلاش کی جو نہایت متعفن اور تنگ اور تاریک اور حشرات الارض اور نجاست کی جگہ تھی۔ (استغفر اللہ) مگر حضرت مسیح کو آسمان پر جو بہشت کی جگہ اور فرشتوں کی ہمسائیگی کا مکان ہے بلالیا نیز یہ کہ مرزا محمود نے اپنی کتاب دعوت الامیر میں لکھا ہے کہ:

> ”حضرت عیسیٰ آسمانوں پر اور حضور علیہ السلام زمین میں یہ حضور علیہ السلام کی توہین اور تنقیص ہے۔“ (ص:۱۲۲)

جواب:...... عیسیٰ علیہ السلام کا آسمانوں پر جانا اور حضور سرور کائنات کا زمین میں مدفون ہونا عیسیٰ علیہ السلام کی بلندی اور حضور علیہ السلام کے لئے زمین کا انتخاب کرنا غرض یہ کہ کسی کا اوپر ہونا یا کسی کا نیچے ہونا، اس سے عظمت یا تنقیص لازم نہیں آتی کوئی اوپر ہو یا نیچے جس کی جو شان ہے وہ برقرار رہے گی، آسمان والوں کی زیادہ شان ہو اور زمین والوں کی کم مرزائیوں کی یہ بات عقلاً نقلاً غلط ہے۔

الف...... فرشتے آسمانوں میں رہتے ہیں اور انبیاء علیہم السلام زمین میں مدفون، اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ فرشتے آسمانوں پر ہیں اور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم روضہ طیبہ میں حالانکہ جبریل امین حضور علیہ السلام کے دربان تھے۔

ب:...... ایک دفعہ حضور علیہ السلام کے کندھوں پر مدینہ طیبہ کے بازار میں حضرت حسنؓ سوار

نبی کسی انسان کا شاگرد اور مصنف نہیں ہوتا

سیدنا آدم (علیہ السلام) سے لے کر حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم تک آپ کوئی نبی پڑھا لکھا نہیں پائیں گے، اور دنیا میں کوئی پڑھا لکھا نبی ہو ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ جو کسی کا شاگرد بنے گا، اس کے استاد کا درجہ بہرحال اس سے بلند ہوگا، اور نہ ہی کوئی نبی کبھی مصنف ہوا ہے کیونکہ نبی خدا کا کلام سنانے آتا ہے اپنی کتابیں لکھنے نہیں آتا، مگر یہاں ایک کتب فروش نبی آیا، اول تو پانچویں فیل پھر کہا کہ میں براہین احمدیہ کے نام سے پچاس کتابیں لکھوں گا اور لوگوں سے پچاس کتابوں کی قیمت پہلے ہی وصول کر لی، بعد میں پانچ ہی لکھ کر ختم کر دیں اور کہا پانچ اور پچاس میں فرق صرف صفر ہی کا تو ہے۔ دنیا میں انبیاء کرام علیہم السلام آتے رہے سینکڑوں نہیں ہزاروں آئے، اپنی اپنی باری، اپنے اپنے وقت میں گزرتے گئے اور اس طرح چلتے چلاتے جب باری آمنہ کے لعل کی آئی تو فرمادیا: ''ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین'' اور یہی ختم نبوت تھی، جس کی حفاظت کے لئے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مسیلمہ کذاب کے مقابلے میں نبوت کی گود میں پلے ہوئے بارہ سو اصحاب شہید کروا ڈالے، اور پھر جب آمنہ کے لعلؐ پر نعمت تمام ہو چکی، آخری پیغام جو کہ دنیا کو دینا تھا، دے دیا تو فرمایا: ''الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا'' (المائدہ) اس پیغام کے بعد اب میں پوچھتا ہوں کہ وہ کون سی فلاح ہے، وہ کون سی ضرورت ہے، جس کے لئے ہم نیا نبی بنائیں؟ اور وہ کون سا مسئلہ ہے جسے اسلام حل کرنے سے معذور ہے اور مرزا غلام احمد اس کا حل لے کر آیا ہے؟ آخر میں میں صرف اتنا کہوں گا کہ اگر مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کی تبلیغ جرم نہیں تو محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے بیان سے مجھے کوئی نہیں روک سکتا ہے اور اگر کسی نے روکنا چاہا تو مجھے انجام کے فکر کی ضرورت نہ ہوگی۔

سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

تھے آپ ﷺ نے ان کو کندھوں پر اٹھایا ہوا تھا جس پر حضرت عمرؓ نے ارشاد فرمایا کہ ''حسن! تمہیں سواری اچھی ملی ہے'' اس کے جواب میں حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ''اے عمر! اگر سواری اچھی ہے تو سوار بھی اچھا ہے'' تو کیا حضرت حسن حضور علیہ السلام سے افضل تھے؟ نہیں اور ہرگز نہیں، اسی طرح فتح مکہ کے موقع پر کعبہ شریف سے بتوں کو ہٹانے کے لئے حضور علیہ السلام کے حکم پر حضرت علیؓ آپ ﷺ کے کندھے پر سوار ہوئے تو کیا اس سے یہ لازم آتا ہے کہ حضرت علی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل تھے؟

ج:...... امتی حضور علیہ السلام کے روضہ پر کھڑے ہو کر سلام عرض کرتے ہیں اس وقت امتی زمین پر ہوتے ہیں اور حضور علیہ السلام زیر زمین تو کیا اس سے یہ لازم آتا ہے کہ امتی حضورؐ سے افضل ہیں؟ نہیں اور ہرگز نہیں غرض یہ کہ اللہ رب العزت نے حضور علیہ السلام کو جو شان بخشی ہے وہ آپ کی ہر حال میں برقرار رہے گی چاہے حضورؐ کے کندھوں پر کوئی سوار ہو یا حضور کسی کے کندھے پر سوار ہوں جیسے حضور علیہ السلام نے ہجرت کی رات ابوبکر صدیقؓ کے کندھوں پر بیٹھ کر سواری کی۔ موتی دریا کی تہہ میں ہوتے ہیں اور گھاس پھوس تنکے اور جھاگ سمندر کی سطح پر ہوتے ہیں تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ تنکے یا جھاگ موتیوں سے افضل ہوں یا جیسے مرغی زمین پر ہوتی ہے لیکن کوا اور گدھ فضا میں اڑتے ہیں، ان کے فضا میں اڑنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ کوا اور گدھ مرغی سے افضل ہوں یا جیسے رات کو آدمی سوتا ہے تو رضائی اس کے اوپر ہوتی ہے اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ رضائی انسان سے افضل ہو بادام کا سخت چھلکا اوپر ہوتا ہے اور مغز اندر تو اس سے لازم نہیں آتا تو مغز سے چھلکا افضل ہو۔

باقی رہا مرزائیوں کا یہ کہنا کہ حضور علیہ السلام کا زمین میں مدفون ہونا اس سے حضور کی تنقیص لازم آتی ہے تو ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ اہل سنت کے نزدیک رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم جس مبارک مٹی میں آرام فرمارہے ہیں، اس مٹی کی شان عرش سے بھی زیادہ ہے، مرزائیوں کا منہ بند کرانے کے لئے یہ واقعہ بھی بڑی اہمیت کا حامل ہے کہ میں (راقم الحروف) نے اپنی نظروں سے خود دیکھا کہ مرزا محمود کی قبر پر چار دیواری سے قبل ایک کتا پیشاب کر رہا تھا تو کیا اس سے یہ لازم آیا کہ کتا مرزا محمود سے افضل ہے؟

سوال:...... اگر کوئی شخص مرزا قادیانی کی گستاخیوں کو دیکھ کر اس کو فتنہ کہہ دے تو کیا اس کو ایسا کہنا درست ہوگا؟

جواب:...... قرآن مجید کی نص قطعی ہے کہ نافرمان لوگوں کے لئے قرآن مجید میں: ''اولئک کالانعام بل ھم اضل'' ہے، پس جانوروں میں خنزیر بھی شامل ہے تو قرآن کی نص قطعی سے ثابت ہوا کہ مرزا اور اس جیسے اور لوگوں کو خنزیر جیسے جانوروں سے تشبیہ دے دی جائے تو کوئی حرج نہیں۔

خنزیر تو کیا مرزائی خنزیروں سے بھی زیادہ بدتر ہیں اس لئے کہ اگر کہیں اسلامی حکومت قائم ہو تو اس میں خنزیر پالنا جرم ہوگا لیکن دور دراز کے جنگلوں میں خنزیر کو تلاش کر کے قتل کرنا اسلامی مملکت کے ذمہ نہیں

ل جائے تو قتل کردو تلاش کرنا ضروری نہیں، جبکہ مرتد اور زندیق کو تلاش کر کے قتل کرنا اسلامی حکومت کے ذمہ ہے، لہٰذا مرزا قادیانی خنزیر سے بھی زیادہ بدتر ہے۔

ضروری نوٹ: حلول اور تناسخ خالصتاً ہندوؤں کے عقیدے ہیں مرزا قادیانی نے ان سے لے کر اپنے عقائد میں شامل کر لیا، تفصیل پروفیسر الیاس برنی کی کتاب ”قادیانی مذہب“ میں دیکھی جاسکتی ہے، رہا باطل اور بروز ممکن ہے کہ کسی صوفی نے یہ اصطلاح استعمال کی ہو مگر ائمہ اربعہ میں اس کا کوئی وجود نہیں، نیز یہ کہ قادیانی جس وقت ظلی یا بروزی نبوت کا تصور پیش کرتے ہیں تو وہ بھی محض مسلمان کو دھوکا دینے کے لئے ورنہ قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ مرزا قادیانی نے ظلی نبوت پا کر بھی نعوذ باللہ حضور علیہ السلام کے پہلو بہ پہلو کھڑا ہونے کی کوشش حاصل کرلی تھی جیسا کہ مرزا قادیانی کے لڑکے مرزا بشیر احمد ایم اے نے اپنی کتاب کلمۃ الفصل کے صفحہ ۱۱۳ پر لکھا ہے:

”پس ظلی نبوت نے مسیح موعود کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا بلکہ آگے بڑھایا اور اس قدر آگے بڑھایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو بہ پہلو لا کھڑا کیا۔“

سوال:..... مرزا قادیانی کے فرشتے کا نام کیا تھا؟

جواب:..... مرزا قادیانی کے فرشتے کا نام ٹیچی تھا، مرزا قادیانی نے خود اپنی کتاب حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۳۳۲ پر لکھا ہے:

”میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص جو فرشتہ معلوم ہوتا تھا میرے سامنے آیا اس نے بہت سا روپیہ میرے دامن میں ڈال دیا، میں نے اس کا نام پوچھا اس نے کہا: نام کچھ نہیں، میں نے کہا: آخر کچھ تو نام ہوگا، اس نے کہا: میرا نام ہے ٹیچی۔ ٹی چی پنجابی زبان میں وقت مقررہ کو کہتے ہیں، یعنی عین ضرورت کے وقت پر آنے والا۔“

اس سے ہمارا استدلال یہ ہے کہ مرزا قادیانی مرزائیوں کے نزدیک نبی تھا تو نبی کا خواب بھی شریعت میں حجت ہوتا ہے، جیسے حضرت ابراہیم کا خواب اور بیدار ہونے کے بعد اس پر عمل، قرآن کریم میں مذکور ہے، امتی کا خواب غلط ہوسکتا ہے، نبی کا خواب غلط نہیں ہوسکتا، اس لئے کہ نبی اور امتی کی نیند میں فرق ہے، امتی کی نیند ناقض وضو ہوتی ہے، نبی کی نیند ناقض وضو نہیں ہوتی، امتی جب سوتا ہے تو اس کی آنکھیں بھی سوتی ہیں اور دل بھی سوتا ہے، بخلاف نبی کے کہ وہ جب سوتا ہے تو اس کی آنکھیں نیند کرتی ہیں اور دل خدا کو یاد کرتا ہے۔ (بخاری شریف، ج:۱، ص:۱۵۴، باب قیام النبی فی رمضان وغیرہ)

مرزائیوں کے نزدیک جب مرزا قادیانی نبی تھا تو مرزا کا یہ خواب بھی مرزائیوں کے لئے حجت ہونا چاہئے تھا، مرزا قادیانی نے فرشتہ سے پوچھا تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے کہا: میرا نام کچھ نہیں، جب دوبارہ مرزا نے کہا آخر کچھ تو نام ہوگا، اس پر فرشتہ نے کہا کہ میرا نام ٹیچی ہے، پہلی بار سوال کرنے پر کہا کہ کچھ نام نہیں ہے، دوبارہ پوچھنے پر کہا کہ میرا نام کچھ نہیں ہے، اگر اس کا نام کچھ نہیں تھا تو یہ کیوں کہا کہ میرا نام ٹیچی ہے، اگر نام ٹیچی تھا تو یہ کیوں کہا کہ میرا نام کچھ نہیں، دونوں باتوں میں سے ایک سچ ہے، دوسری جھوٹ، دونوں باتیں سچی نہیں ہوسکتیں، اب مرزائی بتائیں کہ وہ نبی کتنا مقدس ہوگا کہ جس کا فرشتہ بھی جھوٹ بولتا تھا، کیا آج تک کبھی فرشتے نے جھوٹ بولا؟ (اور پھر وہ بھی نبی کے سامنے) نیز یہاں پر توریہ کی تاویل نہیں چل سکتی، اس لئے کہ توریہ میں فتنہ فساد یا جان کا خطرہ لاحق ہونا ضروری ہے اور یہاں فرشتے کے لئے توریہ کا مقام نہیں تھا۔

سوال:..... بعض مرزائی کہہ دیتے ہیں کہ ہم مرزا قادیانی کو نبی نہیں مانتے بلکہ وہ مجدد تھا؟

جواب:..... مرزا قادیانی اپنی کتاب ”دافع البلاء“ صفحہ ۱۱ پر لکھا ہے:

”سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔“

اسی طرح مرزا قادیانی نے اپنی کتاب ”حقیقۃ الوحی“ کے صفحہ ۳۹۱ پر لکھا ہے:

”اور یہ بات ایک ثابت شدہ امر ہے کہ جس طرح خدا تعالیٰ نے مجھ سے مکالمہ ومخاطبہ کیا ہے اور جس قدر امور غیبیہ مجھ پر ظاہر فرمائے ہیں، ۱۳ سو برس ہجری میں کسی شخص کو آج تک بجز میرے یہ نعمت عطا نہیں کی گئی، اگر کوئی منکر ہو تو بار ثبوت اس کی گردن پر ہے غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء و ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں، ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا، پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں اور دوسرے تمام لوگ اس کے مستحق نہیں۔“

قادیانی کی بے شمار عبارتوں میں سے دو عبارتیں آپ کے سامنے ہیں، جن میں مرزا صاحب نے کہا کہ میں نبی اور رسول ہوں، مرزائی کہتے ہیں کہ وہ نبی نہ تھے، اب مرزائی بتائیں کہ یہ سچے ہیں یا مرزا قادیانی نیز مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت کے بعد اس کو کافر نہ کہنے والا شخص بھی کافر ہوگا چہ جائیکہ اسے کوئی مجدد مانتا ہو۔

(جاری ہے)

جاپانی نومسلم خاتون

مریم نوس سے ایک ملاقات

ترجمہ: مسعود حسن ندوی

پہلے ان کا نام سولی اورارم تھا' اسلام قبول کرنے کے بعد مریم نوس نام رکھا گیا' ٹوکیو کے ریئرنس کلب کی ممبر ہیں' اور جاپانی وزارت خارجہ کے کلچر کلب کی بھی ممبر ہیں۔

مختلف مذاہب کے مطالعہ کے ساتھ ساتھ دنیا کی متعدد جگہوں کا سفر بھی کیا ہے۔

متعدد دینی وفلسفی کتابوں کی مصنف ہیں' جیسے کتاب" سائنس" اور" اصل کائنات" اور" اللہ" اس وقت ان کی تالیف کردہ" رقبۃ الصخرۃ" اور" مسجد اقصیٰ" اور" سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" اور" حجر اسود" طبع ہورہی ہیں۔

مسلمان جاپانی ادیبہ اور رائٹر (مریم نوس) اسلام سے پہلے جن کا نام (سولی اورارم تھا' نے زور دے کر یہ بات کہی) کہ اسلام عقل کو بھانے والا اور انسانی فطرت سے مطابقت رکھنے والا دین ہے' اور اسلام کی نشر واشاعت اور دعوت ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے' مجلۃ الخیر یہ سے اپنی گفتگو کے دوران انہوں نے یہ بات کہی کہ اپنی ذات اور کائنات کے سلسلے میں غور وفکر کے ذریعہ میں نے رسائی حاصل کی ہے انہوں نے کہا کہ ازہر کا جاپانیوں کو اسلام سے واقف کرانے میں اہم کردار رہا ہے۔

ان سے سوال کیا گیا کہ کیسے آپ نے اسلام کو ایک دین وعقیدہ کی حیثیت سے قبول کیا' اس کے کیا اسباب تھے آپ میں اس کا جذبہ کیسے پیدا ہوا؟

انہوں نے جواب دیا کہ حقیقت میں کافی بحث ومطالعہ اور غور وفکر کے بعد اسلام تک پہنچی ہوں' دس سال تک میں اللہ تعالیٰ کے بارے میں غور وفکر کرتی رہی' اسی طرح کائنات کے بارے میں بھی غور وفکر کرتی رہی' آخر کار میں اس نتیجہ پر پہنچی کہ کائنات کا ایک خالق ورب اور منتظم اور مصرف اور حاکم ونگراں ہے' میں نے مختلف مذاہب کا بھی مطالعہ کیا اور اس غور وفکر اور اس مطالعہ کے ذریعہ میں اس نتیجہ پر پہنچی کہ اسلام ہی وہ دین برحق ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے تمام انسانیت کے لئے منتخب فرمایا ہے اور وہی سب سے جامع اور مکمل دین ہے' اسلام یہ وہ آخری دین ہے جس میں اعتدال اور عدل وانصاف پایا جاتا ہے' اسلام کی اقدار واخلاق کو مضبوطی سے پکڑنے سے انسان کو اور اس کی فکر کو تمام مخلوقات سے بلند مرتبہ عطا ہوتا ہے' میں نے اسلامی تعلیمات کا بغور اور سود مند مطالعہ کیا' چنانچہ میں نے اسے دل کو مطمئن کرنے والا اور عقل کو متاثر کرنے والا پایا' میں نے محسوس کیا کہ وہ حق وعدل وسلامتی اور امن واستقرار کا دین ہے۔

جس وقت یہ تمام محاسن میں نے اس میں موجود پالئے تو مجھے اس دین کی حقانیت اور واجب الاتباع ہونے کا یقین ہوگیا اور یہی احساس میرے اسلام قبول کرنے کا سبب بنا۔

یورپ میں کانفرنسوں' سازشوں' عداوتوں اور اسلام کی شکل بگاڑ کر پیش کرنے کے وسائل کے استعمال کے ذریعہ اسلام سے اور مسلمانوں سے ٹکراؤ کی جو کارروائیاں ہورہی ہیں' ان کے باوجود جو لوگ اسلام قبول کررہے ہیں اور اپنے اسلام کا اعلان کرتے ہیں' ان مغربی لوگوں میں بہت سے لوگ جس وقت صحیح اور حقیقی اسلام سے واقفیت حاصل کرتے ہیں تو وہ اسلام قبول کر لیتے ہیں اور یہ لوگ اکثر انصاف پسند کتابوں کے مطالعہ اور باہر جا کر مسلمانوں کی زندگیوں سے واقف ہونے کے بعد اسلام سے واقفیت حاصل کرتے ہیں' جب وہ اسلام سے واقف ہوجاتے ہیں تو فرمانبرداری کرتے ہوئے اور خوشی سے وہ اسلام میں داخل ہوجاتے ہیں' اور وہ اسلام کو دین وعقیدہ وشریعت کے طور پر قبول کر لیتے ہیں اور اسلام کو فطرت صحیحہ اور راجح عقل کا دین تسلیم کرتے ہوئے اس میں داخل ہوجاتے ہیں اور یہ تسلیم کرتے ہیں کہ اسلام دل کو سکون بخشنے والا دین ہے اور وہی حقیقتاً روشنی' علم' ہدایت' صلاح وسلامتی کا دین ہے۔

انہوں نے زور دے کر کہا کہ اسلام تلوار سے نہیں پھیلا' جیسا کہ باطل کا دعویٰ ہے اور نہ دہشت گردی سے پھیلا ہے جیسا کہ مدعین (دعویٰ کرنے والوں) کا دعویٰ ہے اور اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے:

"لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی".

ترجمہ:" دین میں اکراہ نہیں ہے ہدایت گمراہی سے واضح ہوچکی ہے۔"

اسلامی دعوت انسانیت کے لئے عام ہے اور اس کا پیغام عالمی پیغام ہے' اللہ تعالیٰ نے انسان کی جو فطرت بنائی ہے اگر انسان کو باطل نظریات نے گمراہ نہیں کیا تو فطرت سلیمہ خود انسان کی اسلام قبول کرنے کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور اسلام ہی دین حق ہے اور اللہ نے سچ فرمایا ہے:

"هو الذي ارسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله ولو كره المشركون."

ترجمہ: "وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ یہ دین تمام ادیان پر غالب آ جائے اگر چہ کہ مشرکین کو یہ ناپسند ہے۔"

وہی دین قائم رہنے والا ہے:

"فاقم وجهک للدين حنيفاً فطرة الله التي فطر الناس عليها لا تبديل لخلق الله وذالک الدين القيم ولكن اكثر الناس لايعلمون."

آخری زمانہ میں مغربی دنیا کی سطح پر ایسی سو سے زیادہ شخصیتیں نمودار ہوئیں' جنہوں نے اپنی تمام خصوصیات کے ساتھ دین وعقیدہ وسلوک کے طور پر اسلام قبول کیا' ان نومسلموں میں مستشرقین بھی تھے ادبا بھی تھے' سیاسی ومذہبی حضرات بھی تھے' انہی میں سے (لورڈ ہدری) ہیں جو برطانیہ کے ایک شریف خاندان سے تعلق رکھتے تھے' اور انگریز مغنی (کاٹس اسٹیفن) ہے اور اسپینی موسیقار (انجینو رنگوروا) اور (ڈاکٹر مراد ہوفمن) ہے اور انہی میں فرانسیسی مسلمان مفکر (رجاء جارودی) ہیں اور برطانی شہزادی (ایڈیک مورودا) ہیں اور لیڈی کیفلن کوبن ہیں اب اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا ہے کہ اسلام قبول کرنے والے ان مغربی دانشور طبقہ میں اور یورپ کے مذہبی تعلیم یافتہ طبقہ میں اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد میں روز افزوں اضافہ ہورہا ہے' اور اب یہ ایک کثرت سے پیش آنے والا واقعہ بن گیا ہے (جس کی حقیقت سے اب انکار نہیں کیا جاسکتا ہے) اسلام کے اس تیز رفتاری سے پھیلنے اور اس کے لوگوں کو متاثر کرنے کی وجہ سے مغربی اہل فکر تشویش میں مبتلا ہورہے ہیں۔

اسلام مشرقی ومغربی معاشرہ کے تعلیم یافتہ حلقوں میں زیادہ پھیل رہا ہے' برطانیہ میں اسلام قبول کرنے میں عورتیں' مردوں کی بہ نسبت آگے ہیں (یعنی عورتوں کی تعداد زیادہ ہے)۔

لندن کے اخبار نے ایک تحقیق نشر کی ہے اور اس میں یہ سوال قائم کیا ہے کہ کیوں برطانوی عورتیں اسلام قبول کررہی ہیں؟

۱۹۸۶ء میں ہالینڈ میں جو سروے پیش کیا گیا اس کا خلاصہ یہ ہے:

"بیسویں صدی میں اکثر ادیان کے موازنہ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اسلام کے پھیلنے کی نسبت ۲۳۵ فیصد اور مسیحیت کی ۴۷ فیصد اور بدھ مذہب ۶۳ فیصد اور ہندو مذہب ۱۷ فیصد ہے۔

جائزہ میں کہا گیا کہ اکیسویں صدی میں مسلمان ۳/۱ ہو جائیں گے اور امریکہ میں ان کی تعداد ۲۰ ملین (یعنی ۲ کروڑ) تک پہنچ جائے گی۔"

دوسرے جائزے میں جس کو جریدہ "صاندی ٹائمز ٹیلیگراف" نے شائع کیا ہے' اس میں زور دے کر یہ بات کہی گئی ہے کہ انگریزی مسلمانوں کی تعداد ۱۹۷۴ء سے ۱۹۸۴ء (دس سال کے عرصہ میں) تقریباً ۲۵۰ فیصد کا اضافہ ہوا ہے اور فرانس میں بھی اسی تناسب سے اضافہ ہوا ہے۔

جاپان میں اسلام:

جاپان میں اسلام کے داخلہ کے بارے میں ان سے سوال کیا گیا۔ انہوں نے جواب دیا: جاپان میں اسلام دیر سے پہنچا' انیسویں صدی کے آخر میں مصری صحافی (علی احمد الرخاوی) ۱۹۰۷ء میں جاپان میں اسلام کی نشرواشاعت کی اور یہ شروع کی بات ہے' پھر مفتی روس (عبدالرشید ابراہیم) اور ترکی کے شیخ (عبدالحئی کربان) نے ۱۹۰۹ء میں اسلام کی نشرواشاعت کی' اس عرصہ میں ۱۲ ہزار جاپانی اسلام قبول کرچکے تھے' جاپان میں (احمد اریجا) پہلے شخص ہیں جنہوں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا اور عمر نے سب سے پہلے حج کیا۔ اور ۱۹۳۶ء میں جاپان میں سب سے پہلی مسجد کی بنیاد رکھی گئی اور ۱۹۳۸ء میں ٹوکیو کی مسجد کی بنیاد رکھی گئی اور جاپان میں مسلمانوں کی سب سے پہلی جمعیت کی بنیاد ۱۹۵۲ء میں رکھی گئی اور ۱۹۶۱ء میں مسلمان طلبہ کی سب سے پہلی جمعیت کی تشکیل ہوئی' اور ۱۹۶۶ء میں پہلے اسلامی مرکز کی بنیاد مکمل ہوئی اور ٹوکیو میں اسلامی مرکز کی بنیاد ۱۹۸۲ء میں رکھی گئی اور جاپان میں یونیورسٹیوں کے اساتذہ کی ایک بڑی تعداد اسلام میں داخل ہوچکی ہے' اس کے علاوہ بدھ پادریوں کی ایک بڑی تعداد نے بھی اسلام قبول کرلیا ہے' جاپان کی دینی جماعت (جس کو شمو کہا جاتا ہے جو جاپان کا اصل دین ہے) کے صدر نے بھی اسلام قبول کرلیا ہے' کچھ عرصہ قبل (شوراف) یونیورسٹی میں اسلامک اسٹیڈیز کے لئے ایک چیئر قائم کردی گئی' جس کے ذریعہ عربی زبان کے شعبہ کا افتتاح ہوا' یہ اقدامات فقہ اسلامی کی کانفرنس کے انعقاد کے موقعہ پر کئے گئے جس کو یونیورسٹی نے منعقد کیا تھا اور اس کانفرنس میں شہنشاہ کے بھائی شریک ہوئے تھے اور یہ پہلا موقع تھا جب شہنشاہ کے خاندان کا کوئی فرد مذہبی کانفرنس میں شریک ہوا' کیونکہ جاپانی قانون کسی بھی مذہبی کانفرنس میں شہنشاہ کے کسی بھی فرد کی شرکت کی اجازت نہیں دیتا ہے۔

۱۹۷۸ء میں جاپان کے دارالسلطنت ٹوکیو میں پہلی دینی کانفرنس کا انعقاد ہوا' جس کے انتظام میں ایک وسیع الاشاعت اخبار نے حصہ لیا۔

دوسری کانفرنس ۱۹۷۹ء میں منعقد ہوئی

فریضہ حج کے شعائر کی ادائیگی کے بارے میں ایک ڈاکومنٹری فلم جاپانی ٹیلی ویژن کمپنی کے تعاون سے تیار ہوچکی ہے۔

س: اس وقت جاپان میں مسلمانوں کی تعداد کیا ہے اور نومسلموں کے ساتھ جاپانی حکومت کا کیا رول ہے؟

ج: اس وقت جاپانی الاصل مسلمان تقریباً ۵۰ ہزار نفوس پر مشتمل ہیں' جہاں تک نومسلموں کے ساتھ حکومت کے موقف کا سوال ہے تو وہ ایجابی موقف ہے کہ آزادی تمام انسانوں کے لئے ہے ہر جاپانی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ جس دین کو چاہے قبول کرلے اور اسلام کا بھی ان دوسرے مذاہب کی طرح اعتراف کیا گیا ہے جو جاپان میں ہیں اور جن کا حکومت کو اعتراف ہے (یعنی جس طرح دوسرے مذاہب کو حکومت نے تسلیم کیا ہے اسی طرح اسلام کو بھی تسلیم کرلیا ہے)

ازہر کا کردار:

س: جاپان میں اسلامی دعوت کی نشرواشاعت میں کیا ازہر کا بھی کردار ہے؟ اور مستقبل میں جاپانی مسلمان جن چیزوں کا سامنا کرسکتے ہیں اس سلسلہ میں ان کی کیا ذمہ داریاں ہیں؟

ج: اسلامی دعوت کی نشرواشاعت کے سلسلہ میں ازہر کا بہت اہم کردار رہا ہے' اسی طرح رابطہ عالم اسلامی کے کردار سے بھی چشم پوشی نہیں کی جاسکتی ہے' دونوں جاپان کے مسلمانوں میں ماہر علماً کی فراہمی کا کام انجام دیتے ہیں جو فقہی و دعوتی تخصصات کے حامل ہیں اور مسلمانوں کو ان کے دین سے واقف کراتے ہیں' اور ان کو اسلامی زندگی کے طریقہ کو مضبوطی سے پکڑنے کی تلقین کرتے ہیں' دونوں نے دونوں جہتوں سے قدم بڑھایا ہے' کتابوں اور قرآنی نسخوں کی نشرواشاعت' مزید یہ کہ دینی' ثقافتی اور اسلامی کانفرنسیں منعقد کیں' جس میں مسلمانوں کے ان قضاؤ مسائل پر جو جاپان میں مسلمان کے لئے اہمیت کے حامل ہیں' تبادلہ خیال ہوا۔

ازہر جاپان کو اسلام سے جوڑنے کا سب سے اہم سبب ہے:

جاپان میں اسلام کی نشرواشاعت کے سلسلہ میں ازہر کا اہم رول رہا ہے' ٹوکیو کے اسلامی مرکز کے ذمہ دار کا بیان ہے کہ جاپان کو اسلام سے جوڑنے میں ازہر کا بڑا حصہ ہے' اب ضرورت اس بات کی ہے کہ جاپان میں ایسے داعی بھیجے جائیں جو جاپانی زبان کے ساتھ ساتھ انگریزی زبان سے بھی واقف ہوں' اور جن کو جاپان بھیجا جائے وہ جاپان کے تمام مذاہب اور وہاں پھیلے ہوئے تمام رجحانات ونظریات کے بارے میں واقفیت رکھتے ہوں اور ان میں ان سوالات کے جواب دینے کی اہلیت ہو جوان معتقدات کے اصحاب کی طرف ان کے سامنے پیش کئے جائیں' ازہر کی تجویز ہے کہ دعوتی کام کرنے والوں کے لئے کوئی کلیۃ للدعوۃ واصول الدین' یا کلیۃ الشریعۃ کھولا جائے' جس کا قیام کسی بڑے اسلامی مرکز میں ہو وہاں ایسے لوگ تیار کئے جائیں جو اس زبان سے واقف ہوں جو یہاں بولی جاتی ہے' تاکہ وہ دعوت کا کام واقفیت اور صلاحیت کے ساتھ انجام دے سکیں۔

ازہر کی مسلم اقلیتوں کے سلسلہ میں بڑی ذمہ داریاں ہیں اور یہ ذمہ داریاں قدرتی ہیں اور ان کا پورا کرنا ضروری ہے۔

س: اگر جاپان میں اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں آپ سے کوئی رپورٹ مانگی جائے تو آپ اس سلسلہ میں کیا تصورات پیش کریں گی؟ دوسری عالمی جنگ سے پہلے جاپان کی کیا پوزیشن تھی اور اس وقت کیا پوزیشن ہے؟

ج: کچھ لکھنے سے پہلے میں اپنے قارئین کو جاپان کی قدیم تاریخ سے مطلع کرنا ضروری سمجھتی ہوں۔ ۱۹۴۵ء میں دوسری عالمی جنگ میں شکست کے بعد جاپان کو سخت مصیبت سے دوچار ہونا پڑا تھا اور جاپان میں کوئی ایک فرد بھی ایسا نہ تھا جس کے پاس کھانے کا کوئی سامان یا ستر ڈھکنے کے لئے لباس' یا رہنے کے لئے مکان ہوتا۔ اس مدت کے گزرنے کے بعد جو حل جاپانیوں کی نظر میں آیا وہ خالص علم و منطق ہے' انہوں نے اپنی تمام تر کوششیں اپنی بھوک و پستی کی حالت کو خوش بختی وخوش حالی سے بدلنے میں صرف کردیں' اور پچاس سال کے عرصہ ہی میں جاپان ہر چیز (ہر معاملہ) میں سبقت لے گیا' لیکن اب جاپانیوں میں ان چیزوں کے سلسلہ میں جو ان کے پاس ہیں بے اطمینانی کا احساس پیدا ہونے لگا ہے (یہ احساس پیدا ہونے لگا ہے کہ اس سے ان کی گزر بسر نہیں ہوسکتی) اور حقیقی سعادت کے حاصل کرنے کے لئے علم و منطق پر قانع نہ رہنے کی روح ظاہر ہونے لگی

اظہار تعزیت

اقرأ روضۃ الاطفال مردان کے مدیر مفتی کفایت اللہ شاہ اور قاری عبیداللہ شاہ کی والدہ ماجدہ کا چندروز قبل انتقال ہوگیا ہے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ جل شانہ ان کی بال بال مغفرت فرمائے اور ان کو جنت الفردوس عطا فرمائے، پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری، محمد انور رانا، وسیم غزالی، مفتی محمد بن مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ، قاری فیض اللہ چترالی اور دیگر ساتھیوں نے مفتی کفایت اللہ شاہ سے تعزیت کا اظہار کیا ہے۔ قارئین کرام سے بھی دعا کی درخواست ہے۔

ہے اور دوسری جانب اس سلسلہ میں بہت زیادہ دینی جماعتیں اور تنظیمیں سامنے آئی ہیں اور یہ سب اقتصادی ترقی کے دور میں پیش آیا ہے جو حیرت ناک ہے اس کو روحانی دیوانگی سے تعبیر کیا جاسکتا ہے' جس کا جاپانی سامنا کر رہے ہیں۔

جاپان فاتح امریکی قیادت کے ساتھ ایسا ملک بن گیا ہے جو فکر و دین اور گفتگو میں مطلق آزادی پر ایمان رکھتا ہے اور اسی میں ان کی ترقی کا راستہ پوشیدہ ہے' لیکن حقیقی واقعہ کی طرح حد سے تجاوز کرنے والی جو معلومات اور خبریں جاپان میں پائی جاتی ہیں ان خبروں نے جاپانی معاشرہ کو دیوانہ اور پریشان حال بنادیا ہے کہ وہ کسی چیز پر صحیح فیصلہ کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے۔

ان پریشانیوں اور ذہنی انتشار کے درمیان اور متعدد رجحانات و افکار اور دینی جماعتوں کے ظاہر ہونے کے باوجود اسلام پھیلنا شروع ہوگیا ہے' اسلام کے پھیلنے کی بڑی وجہ یہ ہے کہ وہ عقل و تدبر و فطرت سلیمہ کا دین ہے' واجبات و حقوق و منضبط آزادی کا دین ہے' خاندانی و روحانی سعادت کا دین ہے' چنانچہ جب جاپانی اس سے واقف ہوئے تو انہوں نے اسے قبول کرلیا اور اس کو مضبوطی سے پکڑ لیا' جاپان میں وسیع پیمانہ پر اسلام کے پھیلنے میں کچھ مدت لگے گی اور اس کے لئے مزید جدوجہد کرنی پڑے گی' جاپان میں قرآن کے تراجم آسانی سے دستیاب نہیں ہوتے' مگر بہت سے ایسے افراد ہیں جن کو (اللہ کی حقیقت) جاننے کا شوق ہے تو کیا عالم اسلام میں اسلامی دعوت پھیلانے کے ذمہ دار حضرات متحرک ہوں گے تاکہ وہ ان لوگوں (جو اللہ کی حقیقت جاننا چاہتے ہیں) کی خواہشات کو پورا کرسکیں اور ان کے سامنے صحیح اسلام کو واضح کرسکیں۔

تاریخ خاموش ہوگئی......کیوں؟

بدقسمتی سے ماضی میں ہم اپنے اسلاف کو عقیدت، محبت و احترام کی جس یک رنگی عینک دیکھنے کے عادی تھے یقیناً اس سے ان کی مذہبی، دینی و روحانی کمالات کا اعتراف تو ہوتا تھا مگر مجلسی، اجتماعی، سیاسی و ملی خدمات ہمیشہ عوام الناس کی نگاہوں سے اوجھل رہی ہیں۔ ہم اپنے بزرگوں کے مافوق البشر کارناموں اور کرامات پر سر دھنتے رہے مگر ان کی زندگی کے حقیقی کارناموں، معاشرہ اور ملک و ملت پر ان کے اثرات کا جائزہ نہیں لیا۔ یہ ایک تاریخی سانحہ ہے جس سے ہماری تاریخ اپنے بہت سے مشاہیر کرام کی سیاسی و ملی خدمات، مجاہدانہ کارناموں کے باوجود ان کو خراج تحسین ادا نہیں کرسکی۔

دور جانے کی ضرورت نہیں برصغیر پاک و ہند کی تاریخ دیکھ لیجئے، ہمارے مورخ نے غزنوی، غلامان، تغلق، لودھی، سوری اور مغل سلاطین کی تعریف میں کیا کچھ نہیں لکھا، لیکن ان کی حکومتوں کے استحکام، اس زمانہ میں معاشرہ کی اصلاح و تربیت، اسلام کی نشر و اشاعت اور حکومت الٰہیہ کے قیام میں حضرت داتا گنج بخشؒ، خواجہ معین الدین اجمیریؒ، حضرت نظام الدین اولیاءؒ، حضرت مجدد الف ثانیؒ، حضرت شاہ ولی اللہؒ اور ان کے خانوادہ کے علماء، صلحاء کے حقیقی زریں کارناموں اور ان کے سیاسی اور مجلسی کردار پر آکر ان کا قلم رک گیا اور تاریخ خاموش ہوگئی۔

مرسل: سیف اللہ ربانی

میرے اسلام قبول کرنے کا قصہ:

س: آپ نے ہم سے اپنے اسلام قبول کرنے کا واقعہ مختصراً بیان کیا' لیکن ہم چاہتے ہیں کہ آپ قارئین کے فائدہ کے لئے تفصیل سے اپنے اسلام لانے کا قصہ بیان کریں کہ کب اور کس طرح آپ اسلام لائیں اور کیا آپ اپنے نفس اور ضمیر کی آواز پر اسلام تک پہنچیں؟ اس کے کیا محرکات تھے؟

ج: فتنہ و فساد کے اس معاشرہ میں میں اپنے ذاتی احساس اور غور و فکر کے ذریعہ قطعی ایمان تک پہنچی' میں نے محسوس کیا کہ اسلام میں ایک اللہ کا تصور ہے جو کائنات کا خالق ہے۔ میں غور و فکر کے نتیجہ میں جو محسوس کرتی ہوں' اس پر دوسروں کو مطمئن کرنے کے لئے میں نے ایسے دلائل کی ضرورت محسوس کی کہ ان کو جو محض عقل پر یقین کرتے ہیں' ان دلائل کے ذریعہ قائل کرسکیں اور وہ معبود حقیقی کو پہچان سکیں۔ اس مقصد کے لئے میں نے طبعی چیزوں میں غور و فکر کرنے ہی کو تنہا اپنا وسیلہ بنایا اور غور و فکر کرنے کا میں نے کوئی اسلوب نہیں وضع کیا تھا' میں نے ایک آسمانی آواز سنی' وہ آواز گویا کہ مجھ سے کہہ رہی تھی کہ میری معرفت کے لئے طبیعت تمہاری راضی ہے اور طبیعت کوئی ایسی

چیز نہیں ہے جس کو سمجھنا مشکل ہو' میں نے طبیعت کو سمجھنے کی کوشش اپنے جسم پر غور وفکر کرنے سے کی' میں نے باریکی سے اپنے جسم کا جائزہ لینا شروع کیا' اس جائزہ میں جس چیز کا انکشاف ہوا اس نے مجھے حیرت میں ڈال دیا اور میں اس نتیجہ پر پہنچی کہ میرے اندر ایک طاقت ہے' وہ ارادہ کی طاقت ہے اور ارادہ کی یہ طاقت جسم کی نشوونما اور جسمانی صورتوں کی تشکیل میں نمایاں کردار ادا کرتی ہے' اور اگر اندر کا یہ ارادہ نہ ہوتا تو جسم کو نہ تو صحیح وقت پر غذا ملتی اور نہ اس کی ضرورت پوری ہوتی اور جب میں نے اس داخلی ارادہ کا موازنہ خارجی ارادہ سے کیا تو خارجی ارادہ داخلی ارادہ کے سامنے بے حقیقت نظر آیا' پھر میں نے اس اندرونی ارادہ کی تحقیق شروع کی اور اس پر غور کرنا شروع کیا کہ ہمارے جسم میں کس جگہ یہ ارادہ پایا جاتا ہے؟ اس سلسلہ میں میں نے کئی مسائل پر غور کیا' میں اس نتیجہ پر پہنچی کہ وہ طاقت جو جسم کے نظام کو کنٹرول کرتی ہے وہ ایک ہی ہے اور ۹۰ ٹریلین سیل جن سے انسان کا جسم بنا ہوا ہے اور جو اس بڑی تنہا طاقت کے پوری طرح تابع ہے وہ اس کے حکم کی فوراً تعمیل کرتے ہیں اور ان کو براہ راست ہدایات ملتی رہتی ہیں۔ میں نے غور کرنے کے بعد یہ سمجھا کہ بڑی طاقت مادی نہیں ہے اور یہ محدود بھی نہیں ہے اور یہ کسی کی پابند بھی نہیں ہے' بلکہ یہ اپنے ہی ارادہ سے فیصلہ کرتی ہے اور نظام کو چلاتی ہے اور ایک ہی وقت میں متعدد افراد کو کنٹرول کرتی ہے۔ جسم کے نظام پر غور کرنے کے بعد میں نے باہر کی دنیا پر غور کرنا شروع کیا' میں نے چڑیوں کے بعض گروپوں کو جو منظم طریقے سے جماعتی شکل میں سفر کرتے ہیں' دیکھا کہ وہ ایسی ترتیب اور نظام کے پابند ہیں کہ وہ نظام بغیر کسی کنٹرول کرنے والی ذات کے بغیر قائم نہیں رہ سکتا ہے' میں نے مماکھی اور چیونٹی کی زندگی پر بھی نظر ڈالی' میں نے دیکھا کہ وہ کتنی محنت کرتی ہے اور کتنی نظام کی پابند ہے اور ان میں نہ انتشار پایا جاتا ہے اور نہ نظام کی مخالفت ظاہر ہوتی ہے' میں نے دیکھا کہ ایک ملکہ ہے جس کا کوئی کھانے پینے اور نئی نسل تیار کرنے کے علاوہ کوئی دوسرا کام نہیں ہے اور دوسری چیونٹیاں اور مماکھیاں جو کام کرنے والی ہیں وہ اس کے حکموں کو پوری طرح سے تسلیم کرتی ہیں' کبھی نہ ان میں انقلاب ہوتا ہے نہ کوئی مظاہرہ ہوتا ہے اور نہ احتجاج ہوتا ہے جیسے کہ انسانی معاشروں میں ہوتا رہتا ہے۔ اسی طرح میں نے جنوبی افریقہ میں ہاتھیوں کی ایک قسم دیکھی' میں نے دیکھا کہ ان کا ریوڑ کا ریوڑ اجتماعی شکل میں بہت لمبا سفر طے کرتا ہے اور وہ ایک پہاڑی علاقہ میں جا کر وہاں کی چٹانوں کو چاٹتا ہے اور پھر اپنے علاقوں میں واپس آ جاتا ہے' تحقیق کرنے کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ یہ ہاتھی جن چٹانوں کو چاٹتے ہیں' اس میں کچھ ایسا مادہ پایا جاتا ہے جو ان ہاتھیوں کے جسم کی نشوونما کے لئے اہمیت رکھتا ہے۔ جانوروں میں اس طرح کے اقدامات اور رویہ کو دیکھ کر مجھے اس بات کا یقین ہو گیا کہ کوئی ایسی بڑی طاقت ہے جو اس کائنات کے نظام کو کنٹرول کر رہی ہے۔ کیا وجہ ہے کہ جانور' چڑیاں اور کیڑے مکوڑے اور دوسری جاندار چیزوں میں کبھی بھی کوئی ایسی علامت نہیں پائی جاتی' جس سے یہ معلوم ہو کہ ان کے لئے جو نظام طے کیا گیا ہے اس کے بارے میں ان کو کوئی ناگواری ہے یا کوئی اعتراض ہے' وہ سب توازن کے ساتھ اپنے اس نظام کو قائم کئے ہوئے ہیں۔ اس مطالعہ کے بعد میں نے سمجھ لیا کہ اس نظام کو کنٹرول کرنے والا' اس کو چلانے والا اور اس کا پیدا کرنے والا اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہے۔ قرآن کریم جو سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر چودہ سو سال پہلے اترا۔ اس میں اس بات کی وضاحت ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی تنہا اس نظام کا چلانے والا ہے اور سب اس کے غلام ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"ذلکم اللہ ربکم لا الٰہ الا ھو خالق کل شئی فاعبدوہ وھو علی کل شئی وکیل۔"

دوسری جگہ ارشاد ہے:

"وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون۔"

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

"قل انما امرت ان اعبداللہ ولا اشرک بہ الیہ ادعو والیہ مآب۔"

اسلام کے بارے میں جاپانی حکومت کا موقف ایجابی ہے' لیکن وہاں وسیع پیمانہ پر قرآن کے ترجمے نہیں پائے جاتے ہیں۔

جس کی نہ ابتدا ہے نہ انتہا' وہ تنہا ذات ہے' اس کے علاوہ جو کچھ بھی ہے سب اسی کا بنایا ہوا ہے اور وہ سب چیزیں ختم ہونے والی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"کما بدأنا اول خلق نعیدہ وعداً علینا انا کنا فاعلین۔"

دوسری جگہ ارشاد ربانی ہے:

"کل من علیھا فان ویبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام۔"

ان ساری کھلی ہوئی حقیقتوں نے مجھے اسلام کو عقیدہ وشریعت' سلوک وفکر کے اعتبار سے قبول کرنے پر مجبور کر دیا۔

میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتی ہوں کہ وہ میری مدد فرمائے اور مجھ کو توفیق عطا فرمائے کہ میں اپنے دوسرے مسلمان بھائیوں کی طرح جاپان میں اسلام پھیلانے کے کام میں حصہ لے سکوں اس لئے کہ میرا ایمان ہے کہ اسلام کی دعوت دینے کے لئے اللہ کی طرف سے ہر مسلمان مرد وعورت مکلف ہے۔

☆☆..........☆☆

بزم اطفال

شعور ختم نبوت

قاضی احسان احمد

سوال:...... سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے زمانہ خلافت میں جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب اوراس کے ہم خیال منکرین ختم نبوت کی سرکوبی اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے جو جنگ لڑی گئی، اس میں کتنے صحابہ کرام شہید ہوئے؟

جواب:...... ۱۲۰۰ صحابہ کرامؓ و تابعینؒ شہید ہوئے، جن میں سات سو حافظِ قرآن اور ستر بدری صحابہؓ تھے۔

سوال:......عقیدۂ ختم نبوت سے کیا مراد ہے؟

جواب:......عقیدۂ ختم نبوت سے مراد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری نبی ہیں اور آپ ﷺ کے بعد قیامت تک کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔

سوال:......مجلس تحفظ ختم نبوت کے پہلے امیر کا نام بتایئے؟

جواب:......مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ۔

سوال:......مجلس تحفظ ختم نبوت کے موجودہ امیر کا نام بتایئے؟

جواب:...... حضرت مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم۔

سوال:...... قرآن کریم میں آپ ﷺ کی ازواج مطہرات کے لئے کیا لقب استعمال ہوا ہے؟

جواب:......امہات المومنین۔

سوال:......قرآن پاک کی کس آیت مبارکہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی گھر والیوں کو اہل بیت کے نام سے یاد کیا گیا ہے؟

جواب:......سورۂ احزاب، آیت:۳۳ میں۔

☆☆......☆☆

مخلوقِ خدا کے لئے نفع رساں

ایک شخص کسی راستے سے جارہا تھا کہ اسے پیاس محسوس ہوئی، اس نے آس پاس نظر دوڑائی تو وہاں ایک کنواں نظر آیا، اس نے کنویں میں اتر کر پانی پیا اور باہر نکل آیا، کیا دیکھتا ہے کہ ایک کتا پیاس کی شدت سے بے حال ہوکر گیلی مٹی چاٹ رہا ہے، اس شخص نے اپنے دل میں کہا کہ اس کتے کا پیاس سے وہی حال ہوگیا ہے جو میرا تھا، وہ دوبارہ کنویں میں اترا اور اپنے چمڑے کے موزے میں پانی لے کر اوپر آگیا، پھر کتے کو پانی پلادیا، اللہ تعالیٰ نے اس کا یہ عمل قبول فرمالیا اور اس کی مغفرت فرمادی۔

ایک عورت نے بلی کو باندھ رکھا تھا، اس نے بلی کو کھانا بھی نہ دیا اور اسے آزاد بھی نہ چھوڑا کہ گھوم پھر کر اپنی روزی حاصل کرسکے چنانچہ بلی مرگئی، اس عورت کو اس بلی کی وجہ سے جہنم میں داخل کیا گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مقدس ہے: ''مخلوق اللہ کا کنبہ ہے، تم میں سے بہتر وہ ہے جو اللہ کی مخلوق کے لئے نفع بخش ہے۔''

اس ارشاد میں مخلوق کا لفظ مخلوقات خداوندی کی اجتماعی حیثیت کو ظاہر کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر اتنا مہربان ہے کہ اسے زندہ رکھنے کے لئے ہمہ وقت بے شمار وسائل فراہم کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے محبت رکھنے والے بندے کی خصوصیت بھی یہی ہونی چاہئے کہ وہ بھی مخلوق خدا کے لئے نفع بخش ہو، یہی مندرجہ بالا دونوں حکایات کا پیغام ہے۔

(مرسلہ: فضیل احمد خان، کراچی)

دینی معلومات

سوال:......ایمان مفصل کیا ہے؟

جواب:...... ایمان مفصل دل و زبان سے درج ذیل باتوں کا اقرار کرنا ہے:

(۱) اللہ ایک ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

(۲) فرشتے برحق ہیں، اللہ تعالیٰ کی کسی قسم کی نافرمانی نہیں کرتے۔

(۳) اللہ تعالیٰ نے جتنی کتابیں نازل کی ہیں، سب برحق ہیں۔

(۴) تمام انبیاء علیہم السلام سچے اور برحق ہیں۔

(۵) قیامت ضرور قائم ہوگی۔

(۶) انسان کو اچھی بری جو حالت بھی پیش آتی ہے، سب اللہ کی طرف سے ہے۔

(۷) موت کے بعد دوبارہ زندہ ہونا ہے۔

سوال:......نبی کس کو کہتے ہیں؟

جواب:......جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی شریعت دے کر لوگوں کے پاس بھیجا ہو۔

سوال:......سب سے پہلے نبی کا نام بتایئے؟

جواب:......سب سے پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔

سوال:......سب سے آخری نبی کون ہیں؟

جواب:......سب سے آخری نبی حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

سوتے وقت کی دعا

اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْيٰى

اس کے علاوہ یہ بھی پڑھے: سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ، الحمدللہ ۳۳ مرتبہ، اللہ اکبر ۳۴ مرتبہ۔

نیند سے بیدار ہونے کی دعا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ.

خبروں پر ایک نظر

جنرل ہسپتال لاہور کی نجکاری سے متعلق رپورٹ طلب

فیصل آباد (پ ر) سرکاری جنرل ہسپتال لاہور کی نجکاری کے بارے میں وزیراعظم پاکستان کی ہدایت پر چیف سیکریٹری پنجاب نے صوبائی سیکریٹری صحت سے تفصیلی رپورٹ طلب کرلی ہے تاکہ جلد از جلد پرائم منسٹر سیکریٹریٹ پبلک اسلام آباد کی معرفت وزیراعظم کی خدمت میں پیش کی جاسکے اس امر کی اطلاع سیکشن آفیسر پیٹیشن سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن پنجاب اور مظہر اقبال نے ایک مراسلہ کے ذریعہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکریٹری اطلاعات مولوی فقیر محمد کو دی ہے جنہوں نے ایک یادداشت کے ذریعہ چیف سیکریٹری پنجاب سے مطالبہ کیا تھا کہ وزیراعظم کے جاری کردہ احکامات کی روشنی میں متعلقہ کارروائی سے مطلع کیا جائے اور مطالبہ کیا گیا تھا کہ غریبوں کے وسیع تر مفاد کے پیش نظر جنرل ہسپتال لاہور کی نجکاری نہ کی جائے اور اربوں روپے مالیت کا ہسپتال ملحقہ اراضی غیر مسلم قادیانی ڈاکٹر مبشر احمد مقیم امریکا کی کمپنی یسی کو مفت دینے کے بارے میں سابقہ حکومت پنجاب کا فیصلہ اور محکمہ صحت کے ساتھ ۲۸/ اگست ۲۰۰۷ء کا معاہدہ منسوخ کیا جائے۔

اسلام دہشت گردی نہیں امن وسلامتی کا مذہب ہے

گمبٹ (نامہ نگار) عقیدۂ ختم نبوت کا کام کرنا بہت بڑی سعادت ہے۔ قادیانیت ایک سنگین فتنہ ہے جس سے ہر مسلمان کو بچانا انتہائی ضروری ہے۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گمبٹ شعبہ نشرواشاعت کے انچارج پروفیسر عبداللطیف شیخ نے اپنے بیان میں کیا اور انہوں نے کہا کہ رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت وناموس کے لئے سرگرم ہونا عین ایمان ہے، جو بھی شخص عقیدۂ ختم نبوت کا انکار کرے یا اس میں تاویل کرے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ قادیانیت کا تعاقب اور مسلمانوں کو اس خطرات سے آگاہ کرنا ہمارا مشن ہے۔ اسلام دہشت گردی کا مذہب نہیں، اسلام امن وسلامتی کا مذہب ہے۔ عقیدۂ ختم نبوت پر پوری امت مسلمہ کا اجماع ہے ہر دور میں ہماری ایمانی غیرت کا امتحان لیا گیا لیکن نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے مسئلہ پر جب بھی ہم میدان میں آئے اللہ پاک نے ہماری مدد کی۔ فتنہ قادیانیت کے خلاف ہماری جدوجہد جاری رہے گی۔

کارکنانِ ختم نبوت نبی پاکؐ کی فوج کے سپاہی ہیں

مانسہرہ (پ ر) عقیدۂ ختم نبوت اسلام کی بنیاد اور اساس ہے، اس عقیدہ پر اہل اسلام نے اپنا خون لگایا ہے اور کسی دور میں کمزوری نہیں دکھائی جو لوگ ختم نبوت کے محاذ پر کام کررہے ہیں وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتی فوج میں داخل ہیں، خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموس کی حفاظت کے لئے اپنا سب کچھ قربان کررہے ہیں، قیامت کے دن ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب حاصل ہوگا۔ ان خیالات کا اظہار مولانا قاضی محمد اسرائیل گڑنگی نے جامع مسجد صدیق اکبرؓ مانسہرہ میں جمعہ کے بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کیا، انہوں نے کہا کہ ہمارے اکابر نے اس عقیدہ اور نظریہ کے لئے بڑی قربانیاں دی ہیں، تاریخ اسلام کا ایک سنہرا باب رقم کیا ہے۔ حضرت علامہ سید انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے اس محاذ کے لئے ایک فوج تیار کی تھی، اس کا سالار امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کو بنایا تھا اور خود امیر شریعت کا ان کو لقب بھی دیا تھا۔

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
دکان نمبر N-91 صرافہ بازار، میٹھادر کراچی
فون:2545573

ESTD 1880
سو سال سے زائد بہترین خدمت
ABS
ABDULLAH
BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph:2546455, Cell:0301-2352363

مولانا سیّد نفیس الحسینی مدظلہ

میں تو اس قابل نہ تھا

شکر ہے تیرا خدایا، میں تو اس قابل نہ تھا
تو نے اپنے گھر بلایا، میں تو اس قابل نہ تھا

اپنا دیوانہ بنایا، میں تو اس قابل نہ تھا
گرد کعبہ کے پھرایا، میں تو اس قابل نہ تھا

مدتوں کی پیاس کو سیراب تو نے کر دیا
جام زمزم کا پلایا، میں تو اس قابل نہ تھا

ڈال دی ٹھنڈک مرے سینے میں تو نے ساقیا
اپنے سینے سے لگایا، میں تو اس قابل نہ تھا

بھا گیا میری زباں کو ذکر الا اللہ کا
یہ سبق کس نے پڑھایا، میں تو اس قابل نہ تھا

خاص اپنے در کا رکھا تو نے اے مولا مجھے
یوں نہیں در در پھرایا، میں تو اس قابل نہ تھا

میری کوتاہی کہ تیری یاد سے غافل رہا
پر نہیں تو نے بھلایا، میں تو اس قابل نہ تھا

میں کہ تھا بے راہ، تو نے دستگیری آپ کی
تو ہی مجھ کو رہ پہ لایا میں تو اس قابل نہ تھا

عہد جو روزِ ازل تجھ سے کیا تھا یاد ہے
عہد وہ کس نے نبھایا، میں تو اس قابل نہ تھا

تیری رحمت، تیری شفقت سے ہوا مجھ کو نصیب
گنبد خضرا کا سایا، میں تو اس قابل نہ تھا

میں نے جو دیکھا سو دیکھا جلوہ گاہِ قدس میں
میں نے جو پایا سو پایا، میں تو اس قابل نہ تھا

بارگاہِ سیّدِ کونینؐ میں آ کر نفیس
سوچتا ہوں، کیسے آیا؟ میں تو اس قابل نہ تھا

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت سے تعاون

شفاعتِ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذریعہ

- پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب
- قادیانیوں کو دعوت اسلام
- سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سدباب
- عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
- سینکڑوں مساجد و مدارس کے ذریعہ مبلغین کی تیاری
- دفاتر ختم نبوت، دار التصنیف اور لائبریریوں کا قیام
- قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
- ہفت روزہ ختم نبوت کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

ان تمام صدقاتِ جاریہ میں شرکت کے لئے

زکوٰۃ، صدقات، خیرات، فطرہ، عطیات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو عنایت فرمائیں

ترسیلِ زر کا پتہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

فون: 4583486-45141522 فیکس: 4542277 اکاؤنٹ نمبر: 3464 یو بی ایل حرم گیٹ برانچ، ملتان

جامع مسجد باب الرحمت، پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

فون: 2780337 فیکس: 2780340 اکاؤنٹ نمبر: 8-363 ور 2-927 الائیڈ بینک، بنوری ٹاؤن برانچ

اپیل کنندگان

مولانا خواجہ خان محمد — امیر مرکزیہ

سید نفیس الحسینی — نائب امیر مرکزیہ

مولانا عزیز الرحمٰن — ناظم اعلیٰ

نوٹ: مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کرا کے مرکزی رسید حاصل کر سکتے ہیں۔ رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جا سکے